ناظرِ بیت المال قادیان

Regd E-P. No 861 — رجسٹرڈ ایل ۔ پی نمبر ۸۶۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

بدر
ہفت روزہ — قادیان

ایڈیٹر: صلاح الدین ملک ایم ۔ اے

اسسٹنٹ ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے — ممالک غیر ۷ ½ روپے — فی پرچہ ۲ ر

تواریخ اشاعت ۷ ۔ ۱۴ ۔ ۲۱ ۔ ۲۸

جلد ۶ | ۷ نبوت ۱۳۳۶ ھش ۔ ۹ رجب ۱۳۷۷ھ ۔ مطابق ۷ نومبر ۱۹۵۷ء | نمبر ۴۴

ہندو مسلم اتحاد کا ایک اُمید افزا منظر

بعض لوگ جب بھارت کی فرقہ دارانہ فسادات کی خبریں پڑھتے ہیں ۔ تو اپنی مایوسیٔ طبع کے باعث یقین کر لیتے ہیں کہ بھارت کی فضا سخت مکدر ہو چکی ہے ۔ ایسے لوگ بات کا بتنگڑ اور پر کی ڈار بنانے کے عادی ہیں ۔ لیکن ہماری حقیقت پسند نگاہ تعصب اور فرقہ داریت کی زہرناک فضا سے بہت بالا ہے ۔ ہم ان واقعات کو ایسے بلبلوں کے مشابہ یقین کرتے ہیں کہ جو ایک وسیع سمندر کی ساکن سطح پر نمودار ہوتے رہتے ہیں ۔ جو شخص ان بلبلوں کو دیکھ کر یہ کہتا ہے کہ اسے کہرِ مواج اور اس میں تلاطم نظر آرہا ہے تو سوائے اس کے کہ ہم اسکی عقل و دانش کا نوحہ کریں اور کیا کہہ سکتے ہیں ۔ سطح بحر پر بلبلوں اور مواجیت کا تفاوت کا کوئی ایسا امر نہیں کہ جو سوائے عقل کے اندھوں کے کسی کو یکساں نظر آئے ۔

بھارت نے سیکولرازم جیسی مفید پالیسی اختیار کی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اکثریت کے مذہبی اثرات و رجحان مملکت کے آئین پر اثر انداز نہیں ہو سکتے ۔ اور اسی کے نتیجہ میں بھارت کی تمام اقلیتیں مذہب ۔ کلچر اور زبان کی حریت سے لطف اندوز ہو رہی ہیں ۔ یہاں کی ہر اقلیت کے لئے سیکولرازم کی پالیسی یقیناً نعمتِ غیر مترقبہ ہے ۔

چند روز قبل موت نے ایک نہایت مفید وجود کو ہمیشہ کی نیند سلا دیا ہے ۔ گردش فلک بیشک خلاء کو پُر کرنے کے سامان کرتی رہتی ہے ۔ لیکن جس طرح کی نافع اور صُلح کل اور خیر اندیش شخصیت ہم سے دائمی طور پر جدا ہو گئی ہے ۔ اس کی یاد آزادیٔ ہند کی تاریخ سے کبھی بھی فراموش نہ ہو سکیگی ۔ جناب قدوائی صاحب کے انتقال پُرملال نے جہاں انکی قابل قدر اور ناقابلِ فراموش خدمات ہمارے سامنے رکھ دیں وہاں یہ حقیقت بھی اجاگر کر دی کہ بھارت میں اقلیت کے افراد کے لئے ہردلعزیز ہونے کے بھی ایسے ہی مواقع حاصل ہیں جیسے کہ اکثریت کے افراد کے لئے ۔ چنانچہ جناب قدوائی صاحب مرحوم پر عقیدت کے پھول نہایت فراخدلی سے ہر مذہب و ملت کے نہ صرف لیڈروں بلکہ عوام کی طرف سے بھی نچھاور کئے گئے ہیں اور ہر ایک نے آپ کی وفات پر دلی رنج محسوس کیا ہے ۔ اور مرحوم کے اوصاف حمیدہ کا ذکر کر کے آپ کے انتقال پر گہرے افسوس کا اظہار کیا ہے ۔

بھارت نے سیکولرازم کو اپنایا ہے اور اسکے لیڈر انتہائی سعی کرتے ہیں کہ عوام میں اس کی سچی روح پیدا ہو جائے اور ایسی روح کا بالآخر پیدا ہو جانا ناممکنات سے نہیں ۔ دقتی واقعات کا اثر اگر اثر نہیں ہو سکتا کہ وہ اس سرزمین کے سپوتوں میں ہمیشہ کے لئے منافرت کی خلیج پیدا کر دے ۔ تاہم بہی خواہانِ ملک کا فرض ہے کہ رواداری اور عدم منافرت کے جذبات کو بھارت نواسیوں میں پیدا کرنے کی کامل کوشش کریں اور ہم ایسے جذبات پیدا کرنے میں کامیاب ہوتے رہیں گے اور ضرور کامیاب ہوتے رہیں گے ۔ اور یہ امر اتنا اہم بمفید ۔ بابرکت ہے کہ ہر حاکم اور ہر فرد رعایا کو اس کی خاطر کامل سعی بروئے کار لانی چاہیئے ۔ جماعت احمدیہ اسبارہ میں ہر تجویز پر عمل پیرا ہونے کے لئے تیار رہی ہے ۔

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۲۶ اکتوبر ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو اکثر دل کے مقام پر چبھن یا ان سے درد کی تکلیف ہے ۔ وہ نہیں معلوم ہو سکا ۔ خطرہ ہے کہ Angina کی تکلیف نہ ہو کیونکہ آج ہلکی ہلکی درد سینہ کے پچھلی طرف بھی ہو رہا ہے یعنی سینہ کے آگے کی طرف بھی دل کے مقام پر ہوتی ہے : اور پچھلی طرف بھی ۔ لیکن درد بہت خفیف ہے ۔ ٹیس مار کر نہیں اٹھتی

۲۷ اکتوبر ۔ ضعف ہے ۔ دل کی درد کا دورہ ۴۸ گھنٹے سے نہیں ہوا ۔

لاہور ۳۰ اکتوبر ۔ حضور آج صبح دس بجے ڈاکٹری مشورہ کے لئے بذریعہ کار ربوہ سے لاہور پہنچے بعض آلات ربوہ میں میسر نہیں آ سکتے ۔ پہلے سے درد میں تو افاقہ ہے ۔ لیکن ضعف کی شکایت ہے ۔

۲۹ اکتوبر کو ربوہ میں حضور نے جمعہ پڑھایا ۔ اور نماز بھی کھڑے ہو کر پڑھائی ۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک ۔ احباب حضور کی صحت کاملہ عاجلہ اور مقاصد عالیہ میں کامیابی کے لئے خاص طور پر دعا فرماتے رہیں ۔

ربوہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب دام فیضہم کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی آرام ہے ۔ احباب آپ کی صحت کاملہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں ۔

لاہور ۲۹ اکتوبر ۔ یہ خبر نہایت رنج و اندوہ سے سنی جائے گی ۔ کہ ۳۱۳ صحابہ میں سے حضرت حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ ۲۸ اکتوبر جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب کو انتقال فرما گئے ۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ۔ گذشتہ چار روز سے آپ کو بخار اور بلغم کی شکایت تھی ۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۹۲ سال تھی ۔ آپ پر کثیر اولاد کے رنگ میں اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہوا ۔ آپ کے گیارہ بیٹے اور چار بیٹیاں زندہ ہیں ۔ تین نسلیں آپ نے پھلتے پھولتے دیکھیں جن کی مجموعی تعداد ۱½ سو ہے ۔ بعد نماز جمعہ جماعت کے کثیر احباب نے مکرم مولوی عبد القادر صاحب مبلغ کی اقتدا میں نماز جنازہ ادا کی ۔ بوجہ موصی ہونے کے جنازہ لاری پر ربوہ لے جایا گیا ۔ احباب مرحوم کی بلندیٔ درجات اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے دعا فرمائیں ۔

اخبارِ احمدیہ قادیان

۲۴ اکتوبر ۔ مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب جٹ ناظر اعلیٰ و امیر مقامی آج ڈسٹرکٹ اولمپک ایسوسی ایشن کے اجلاس میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے ۔ یہ اجلاس زیر صدارت جناب ڈی ۔ سی صاحب ہوا اور اس میں جناب ایس پی صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب سکولز ۔ ایس ۔ ڈی ۔ او صاحب بٹالہ ڈویژن نے بھی شرکت کی ۔ مکرم مولوی صاحب کو ایسوسی ایشن کا خزانچی منتخب کیا گیا ۔

۲۶ اکتوبر مکرم مولوی صاحب نے بطور میونسپل کمشنر بعض دیگر میونسپل کمشنران کے ہمراہ جناب ڈی سی صاحب سے گورداسپور میں میونسپل کمیٹی کے معاملات کے بارہ میں ملاقات کی ۔

۲۷ اکتوبر کو ظہر تا عصر مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب جٹ ناظر اعلیٰ و امیر مقامی کی زیر صدارت مسجد اقصیٰ میں جلسہ منعقد ہوا جس میں ملک صلاح الدین صاحب (قائمقام ناظر بیت المال) مولوی سمیع اللہ صاحب (انسپکٹر بیت المال) مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری (نائب ایڈیٹر بدر) مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل (انچارج مدرسہ احمدیہ) مولوی عبد الحق صاحب اور مولوی خورشید احمد صاحب نے تحریک جدید کے مختلف عنوانوں پر تقریریں کیں ۔ اختتام پر محترم صاحب صدر نے حاضرین کو زوردار الفاظ میں بقایا جات ادا کرنے کی تلقین فرمائی ۔ ۱۸ احباب نے چار صد روپیہ کے قریب ادا کر دیا ہے ۔ بقیہ تین اقساط میں ادا کرنے کا وعدہ کیا ہے ۔

۲ نومبر ۔ مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ناظر امور عامہ و خارجہ پاسپورٹوں کے تعلق میں کل گورداسپور اور جالندھر کام سرانجام دے کر آج واپس تشریف لے آئے ۔

۳ نومبر ۔ حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے خلافت پر متمکن ہونے کے بعد حضور کی جگہ الفضل کے پرنٹر و پبلشر مقرر ہوئے تھے ۔ اس لئے حضرت بھائی جی بدر کے بھی پرنٹر و پبلشر مقرر کئے گئے تھے تا آپ کے بابرکت وجود کا بدر سے گہرا تعلق رہے بوجہ بڑھاپے کے آپ نے معذرت کی ہے ۔ اس لئے آج آپ گورداسپور تشریف لے گئے ۔ اور اس بارہ میں درخواست دی ۔ آپ کی جگہ خاکسار (ایڈیٹر بدر) کو پرنٹر و پبلشر بھی مقرر کیا گیا ہے ۔ اور خاکسار نے بھی وہاں اس امر کی درخواست دی ۔ حضرت بھائی جی بڑھاپے کے باعث بہت کمزور ہیں ۔ ایسے مبارک وجود کی صحت و درازیٔ عمر کے لئے احباب دعا فرماتے رہیں ۔

خدام الاحمدیہ کے اجتماع میں شرکت کے لئے اور اس کے تربیتی اور روحانی فوائد (باقی صفحہ پر)

بھائی عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے رام آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ۔

حقائق القرآن

کامل سلامتی کا حصول

دَعْوٰھُمْ فِیْھَا سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَتَحِیَّتُھُمْ فِیْھَا سَلٰمٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ (یونس ۔ ۱)

ترجمہ۔ ان (جنتوں) میں خدا تعالیٰ کے حضور ان کی پکار اے اللہ ہم تیری تسبیح کرتے ہیں ہوگی اور ان کی ایک دوسرے کے لئے دعا تمہارے لئے ہمیشہ کی سلامتی ہو ہوگی۔ اور ان کی دعا کا آخری حصہ یہ ہوگا کہ ہر قسم کی تعریف اللہ تعالیٰ ہی کو سزاوار ہے۔

تشریح:۔ اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ مومن جب ازدیٔ انعامات پائیں گے تو پہلے تو بے اختیار ان کے منہ سے سبحانک اللّٰھم نکلے گا یعنی اے اللہ تو ہر عیب سے پاک ہے (۲) دوسرے آپس میں سلام کریں گے یا ان کو خدا کی طرف سے سلام ملیگا (۳) تیسرے ان کا آخری کلام یہ ہوگا کہ وہ الحمد للّٰہ رب العٰلمین کہیں گے ..... مومن دنیا میں سبحانک اللّٰھم کہتا ہے مگر اس جگہ یہ صرف اعتقادی رنگ میں ہوتا ہے .... لیکن جنت میں جو سبحانک اللّٰھم کہا جائے گا۔ وہ علم کی بنا پر ہوگا۔ وہاں انسان پر کھل جائے گا کہ دنیا میں ایک حقیر سے حقیر چیز یا چھوٹے سے چھوٹا واقعہ ایک سبب اور ایک اثر رکھتا تھا۔ اور دنیا اور دنیا والوں کی ترقی یا تنزل یا فائدہ یا نقصان پر اثر کرنا تھا اس لئے اس دنیا کی ہر ایک چیز کی حقیقت انسان کو معلوم ہو جائے گی۔ اور وہ علم کی بناء پر جان لے گا کہ اس دنیا میں کوئی چیز بھی بے حقیقت نہ تھی۔ بس بے اختیار سبحانک اللّٰھم اس کے منہ سے نکل جائے گا۔ اور چونکہ دنیا کی تمام تکالیف حقائق اشیاء سے عدم علم کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ لیکن جنت میں چونکہ سب حقیقتیں کھل جائیں گی۔ اور حکمتیں معلوم ہو جائیں گی۔ اس لئے حقیقی سلام یعنی کامل سلامتی بھی حاصل ہو جائے گی۔ کیونکہ حکمتوں کے جان لینے کی وجہ سے وہ چیزوں کی مضرت سے بچ جائیں گے اور مصیبت اور آفت سے چھوٹ جائیں گے۔ اور ان کے منہ سے علیٰ وجہ البصیرۃ نکلیگا کہ یہاں تو سلامتی ہی سلامتی ہے۔ کیونکہ وہ علم کامل کی وجہ سے چیزوں کے غلط استعمال سے بچ جائیں گے۔ اور ان کا صحیح استعمال کر کے فائدہ اٹھائیں گے۔ اور جب سلامتی حاصل ہو جائیگی تو بے اختیار کہیں گے کہ خدا تعالیٰ نے یہ مرتبہ اور یہ مقام ہمیں عطا فرمایا کہ ہر قسم کے کمالات ہمیں مل گئے۔ اب ہمارے سب اعمال کے سب نتائج اب اچھے ہی اچھے نکلتے ہیں۔ (تفسیر کبیر)

کلام سید الانام

شکر نعمت یتیم و مسکین کی خبر گیری

(۱) حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر روز جب انسان صبح کرتا ہے تو اس کے ہر عضو پر صدقہ واجب ہوتا ہے۔ پھر جو انسان دو شخصوں کے درمیان عدل کرتا ہے۔ تو یہ بھی صدقہ ہے۔ تم اگر کسی کی یوں مدد کرو کہ اس کو اس کی سواری پر سوار کر دیا یا اس کا مال اسباب اس کی سواری پر لاد دو یہ بھی صدقہ ہے۔ اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے۔ اور ہر قدم جو نماز پڑھنے کے لئے مسجد کی طرف اٹھایا جاتا ہے صدقہ ہے۔ راستہ سے کوئی تکلیف دہ چیز دور کی جاوے یہ بھی صدقہ ہے (بخاری)

(۲) حضرت سہل رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور یتیم کا متکفل جنت میں اس طرح اکٹھے ہوں گے یہ کہہ کر حضورؐ نے تشہد والی اور درمیانی انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔ (بخاری)

(۳) حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بیواؤں اور مسکینوں کی خبر گیری میں رہتا ہے اس کو وہی درجہ ملے گا جیسا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے اور ساری ساری رات تہجد پڑھنے والے اور ساری عمر روزہ رکھنے والے کو (بخاری)

---

(۳) ملفوظات امام الزمانؑ

پاکدامن رہنے کا قرآنی علاج

"اس جگہ ایک نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے اور وہ یہ ہے کہ چونکہ انسان کی وہ طبعی حالت جو شہوات کا منبع ہے جس سے انسان بغیر کسی کامل تغیر کے الگ نہیں ہو سکتا یہی ہے کہ اس کے جذبات شہوت محل اور موقع پا کر جوش مارنے سے رہ نہیں سکتے یا یوں کہو کہ سخت خطرہ میں پڑ جاتے ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ تعلیم نہیں دی کہ ہم نامحرم عورتوں کو بلا تکلف دیکھ تو لیا کریں اور ان کی تمام زینتوں پر نظر ڈالیں اور ان کے تمام انداز ناچنا وغیرہ مشاہدہ کریں۔ لیکن پاک نظر سے دیکھیں اور نہ یہ تعلیم ہمیں دی ہے کہ ہم بیگانہ جوان عورتوں کا گانا بجانا سن لیں اور اُن کے حسن کے قصے بھی سنا کریں لیکن پاک خیال سے سنیں بلکہ ہمیں تاکید ہے کہ ہم نامحرم عورتوں کو اور ان کی زینت کی جگہ کو ہرگز نہ دیکھیں نہ پاک نظر سے اور نہ ناپاک نظر سے اور ان کی خوش الحانی کی آوازیں اور اُن کے حسن کے قصے نہ سنیں نہ پاک خیال سے اور نہ ناپاک خیال سے۔ بلکہ ہمیں چاہیئے کہ ان کے سننے اور دیکھنے سے نفرت رکھیں۔ جیسا کہ مردار سے تا ٹھوکر نہ کھاویں کیونکہ ضرور ہے کہ بے قیدی کی نظروں سے کسی وقت ٹھوکریں پیش آویں۔ سو چونکہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہماری آنکھیں اور دل اور ہمارے خطرات سب پاک رہیں اس لئے اس نے یہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم فرمائی۔

اس میں کیا شک ہے کہ بے قیدی ٹھوکر کا موجب ہو جاتی ہے اگر ہم ایک بھوکے کتے کے آگے نرم نرم روٹیاں رکھ دیں اور پھر امید رکھیں کہ اس کتے کے دل میں خیال تک ان روٹیوں کا نہ آوے تو ہم اپنے خیال میں غلطی پر ہیں۔

سو خدا تعالیٰ نے نے چاہا کہ نفسانی قویٰ کو پوشیدہ کارروائیوں کا موقع بھی نہ ملے اور ایسی کوئی بھی تقریب پیش نہ آوے جس سے خطرات جنبش کر سکیں"۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۳۲)

(مرتبہ مولوی محمد حفیظ بقاپوری)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا تازہ کلام

"وہ باتیں کریں گے سرِ طور ہم سے"

(ناصر آباد میں کہی گئی)

ہے تاروں کی دُنیا بہت دور ہم سے
ہم اُن سے ہیں اور وہ ہیں مہجور ہم سے

خدا جانے ان کو ہے آزادی حاصل
کہ ہیں وہ بھی معذور و مجبور ہم سے

زمانہ کو حاصل ہو نورِ نبوت!
جو سیکھے تو آئین و دستور ہم سے

خدا جانے دونوں میں کیسا رس بھرا ہے
ہم ان سے ہیں اور وہ ہیں مخمور ہم سے

ہم اُن سے نگاہیں لڑائیں گے پیہم
وہ باتیں کریں گے سرِ طور ہم سے

ادھر ہم بضد ہیں ادھر دل بضد ہے
ہم اس سے ہیں اور وہ ہے مجبور ہم سے

رقیبوں سے بھی چھیڑ جاری رہے گی
تعلق رہے گا بدستور ہم سے

دل دوستاں کو نہ توڑیں گے ہم سے
نہ ٹوٹے گا ہرگز یہ بلّور ہم سے

دھرا ہم پہ بارِ شریعت تو پھر کیوں
فرشتوں پہ ظاہر ہو مستور ہم سے

مبارک ہو یہ ڈاروں کو ہی رشتہ
قرابت نہیں رکھتے لنگور ہم سے

(الفضل ۲۱ ۱۱ ۵۴)

بدر کی اشاعت کو زیادہ کرنا آپ کا فرض ہے

خطبہ جمعہ

دین کی خدمت کا ثواب دائمی ہے اور دنیوی مال ایک عارضی اور فانی چیز ہے

سکول کے اساتذہ اور کالج کے پروفیسروں کو چاہیئے کہ وہ طلباء کو دین کیلئے زندگیاں وقف کرنے کی تحریک کرتے رہیں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۸ر اکتوبر ۱۹۵۴ء بمقام ربوہ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

میری طبیعت

ابھی تک خراب چلی آتی ہے۔ گو درد میں تو کمی واقع ہو گئی ہے۔ لیکن مرض مزمن شکل اختیار کر گئی ہے اور میں ابھی زمین پر سجدہ نہیں کر سکتا۔ پہلے یہ ہوتا تھا جب درد میں کمی آتی تھی۔ تو پورے طور پر کمی آجاتی تھی۔ لیکن اس دفعہ ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ چھوٹے چھوٹے حملے درد کے ہوتے رہتے ہیں۔ مثلاً پرسوں انگوٹھے میں درد کا حملہ ہوا۔ لیکن دو گھنٹے کے بعد درد بھی کم ہو گیا۔ اور ورم میں بھی کمی واقع ہو گئی۔ کل نسبتاً پرسوں سے کم حملہ ہوا۔ پیر کی انگلیوں میں درد شروع ہوئی۔ لیکن تھوڑی دیر میں درد اور ورم دونوں میں کمی آگئی۔ گویا بیماری ایک نئی شکل اختیار کر گئی ہے اور جسم کے بعض حصوں پر اچھا ہو جانے کے بعد بھی اس کا اثر باقی رہتا ہے۔ پہلے جب شدید حملہ ہوتا تھا۔ تو چار یا پانچ دن میں اس کی شدت جاتی رہتی تھی مگر پورا آرام تین چار ہفتوں میں آتا تھا۔ لیکن اب حملہ ہوا تو گو بخار جو حملہ کے ساتھ ہی ہو جاتا تھا۔ وہ بھی جلد دور ہو گیا۔ اور درد میں بھی کمی واقع ہو گئی۔ لیکن میں ابھی تک اچھا نہیں ہوا۔ کیونکہ مرض کے چھوٹے چھوٹے حملے ہوتے رہتے ہیں۔ بہر حال اس تکلیف کی وجہ سے میں روزانہ نماز میں نہیں آسکا۔ جمعہ کے لئے آگیا ہوں۔ لیکن میں کھڑا ہو کر نماز نہیں پڑھا سکتا۔ بیٹھ کر پڑھا دوں گا۔ اور سجدہ کے وقت میں اشارہ کر دوں گا

گزشتہ خطبہ جمعہ

میں میں نے بتایا تھا کہ چونکہ بیماری کی وجہ سے میں سجدہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے میں نے گاؤ تکیہ منگوا لیا ہے میں اس پر سجدہ کر لوں گا۔ اس پر مجھے جماعت کے بعض علماء نے خط لکھا کہ بعض طلباء نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ سجدہ کے لئے نماز میں تکیہ پر سجدہ کرنا ناجائز ہے۔ اگر کوئی شخص کسی بیماری کی وجہ سے سجدہ نہ کر سکتا ہو۔ تو اسے اشارہ کرنا چاہیئے۔ سجدہ کے لئے کسی چیز کا سہارا نہیں لینا چاہیئے۔ دوسرے علماء نے تحقیقات کر کے بعض اس قسم کی حدیثیں بھی نکالی ہیں۔ کہ بعض صحابہؓ نے پگڑی یا کسی اور چیز کا سہارا لے کر سجدہ کیا میں سمجھتا ہوں کہ

بعض چیزوں کی حکمت

واضح ہوتی ہے۔ اور بعض چیزوں کی حکمت واضح نہیں ہوتی۔ اشارہ سے سجدہ کرنا اور کسی تکیہ پر یا اونچی جگہ پر سجدہ کرنا ان دونوں باتوں میں بظاہر کوئی فرق نہیں۔ ایک صورت میں سر زمین پر نہیں لگتا۔ اور ایک صورت میں دوسری چیز کے واسطہ سے کسی حد تک سر زمین پر لگ جاتا ہے۔ لیکن ادھر ایک حدیث میں جسے صحیح کہا جاتا ہے یہ امر بھی پایا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عذر کی بناء پر سجدہ نہ کر سکے۔ تو وہ اشارہ سے سجدہ کر لے میرے نزدیک اس قسم کی وجہ یہ نظر آتی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ نماز میں سورہ نجم کی تلاوت فرمائی۔ آخر میں جب آپ نے سجدہ فرمایا۔ تو مشرکین مکہ جو اس وقت وہاں موجود تھے وہ بھی سجدہ میں گر گئے۔ سوائے ایک شخص کے کہ جس نے سجدہ نہ کیا۔ اور وہ سجدہ کو برا سمجھتا تھا۔ لیکن دوسری طرف جب اس نے دیکھا کہ اس کی قوم نے سب لوگوں نے سجدہ کیا ہے تو وہ اُن سے علیحدہ رہنا بھی پسند نہ کرتا تھا۔ چنانچہ اس نے ہتھیلی میں کچھ کنکر اٹھائے اور ان پر سجدہ کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت بعض لوگ ایسے بھی تھے جو خدا تعالےٰ اور اپنے معبودوں کے سامنے بھی سر جھکانا برا سمجھتے تھے۔ ایسے لوگوں کے خیالات کا ازالہ کرنے کے لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ایسا نہ کیا کرو۔ کیونکہ اس سے سجدہ کو ناپسند کرنے والوں سے تشابہ پیدا ہو جاتا تھا۔ چنانچہ جس حدیث سے تکیہ پر سجدہ نہ کرنے کا استدلال کیا گیا ہے اس کے بارہ میں یہی تشریح آتی ہے کہ جس شخص کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کرنے سے منع کیا تھا اس نے تکیہ زمین پر رکھ کر سجدہ نہ کیا تھا۔ بلکہ تکیہ اُٹھا کر سجدہ کیا تھا جو صاف مذکورہ بالا کافر کی مشابہت تھی۔ چنانچہ علماء حدیث نے اس سے یہی استدلال کیا ہے کہ تکیہ پر سجدہ منع نہیں۔ بلکہ کوئی چیز اٹھا کر اس پر سجدہ کرنا منع ہے ورنہ ثابت ہے کہ امہات المومنینؓ میں سے بھی بعض بیماری میں تکیہ پر سجدہ کرتی تھیں۔ اور بعض دوسرے صحابہ کی روایات سے بھی پتہ چلتا ہے کہ مسلمان شروع سے ایسا کرتے چلے آئے ہیں۔ کہ اگر کسی کو کوئی عذر ہوا تو اس نے اشارہ سے یا کسی اور چیز کا سہارا لے کر سجدہ کر لیا۔ پس اس سے منع کرنے میں کوئی عقلی استبعاد نظر نہیں آتا البتہ یہ ضرور ہے کہ جس طرح سجدہ میں انسان اوپر سے نیچے کی طرف جاتا ہے۔ اسی طرح اشارہ بھی اوپر سے نیچے کیا جاتا ہے۔ پس اشارہ میں سجدہ سے ایک مشابہت ہے۔ جو دوسری صورت میں یعنی تکیہ اٹھا کر اس پر سجدہ کرنے میں نہیں ہو سکتی۔

اس کے بعد میں جماعت کے نوجوانوں کو بالخصوص اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ جماعت میں کچھ عرصہ سے وقف کی طرف توجہ نہیں رہی۔ خصوصاً جب سے پاکستان بنا ہے۔ اس وقت سے لوگوں کی توجہ وقف کی طرف سے جاتی رہی ہے۔ اس سے پہلے نوکریوں کا جھگڑا ہوتا تھا جو اچھی نوکریاں ہوتی تھیں۔ وہ انگریز لے جاتے تھے۔ جو دوسرے درجے کی نوکریاں تھیں وہ ہندو لے جاتے تھے۔ اور جو درمیانی درجہ کی نوکریاں ہوتی تھیں۔ وہ سکھ لے جاتے تھے۔ اور جو گند باقی رہتا تھا۔ وہ مسلمانوں کے حصہ میں آتا تھا اس وقت مسلمان سمجھتا تھا کہ چلو نوکری نہ سہی خدمت دین ہی سہی۔ لیکن پاکستان بننے کے بعد ساری نوکریاں مسلمانوں کو ہی ملتی ہیں۔ اب ان کا انگریزوں۔ ہندوؤں اور سکھوں سے مقابلہ نہیں رہا۔ اور وہ خیال کرتے ہیں کہ جب انہی جیسے ایم۔ اے اور بی۔ اے وزیر ہیں۔ ڈائرکٹر ہیں۔ اور انسپکٹر جنرل پولیس وغیرہ ہیں۔ تو وہ بھی کیوں ویسے ہی نہ بنیں۔ پس وہ نوکریوں کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ اور خدمت دین کا خیال انہیں نہیں رہا۔ حالانکہ یہ ان کے دماغ کی کمزوری کی علامت ہے۔ کہ انہوں نے اس بات کا اندازہ نہیں کیا۔ کہ بڑے عہدے گنتی کے ہوتے ہیں۔ اور وہ صرف گنتی کے چند افراد کو ہی مل سکتے ہیں۔ دوسرے لوگ تو پہلے کی طرح نوکری کی تلاش میں جوتیاں چٹخاتے پھریں گے۔ پھر انہوں نے یہ کس لئے سمجھ لیا۔ کہ وزارت سکرٹری شپ یا ڈائرکٹرشپ انہیں ضرور ملے گی۔ اب بھی ملک میں دیکھ لو کئی ایم۔ اے اور بی۔ اے پاس لوگ فارغ ہیں۔ انہیں نوکریاں نہیں مل رہیں۔ مگر یہ نقطۂ نگاہ تو اس وقت پیدا ہوتا ہے جب خدا کے خانہ کو خالی چھوڑ دیا جائے۔ اگر خدا تعالےٰ کے خانہ کو خالی نہ چھوڑا جائے۔ تو انہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ دین کی خدمت کا ثواب دائمی ہے۔ اور دنیوی مال ایک عارضی اور فانی چیز ہے۔ جو شخص تیس یا چالیس سالہ زندگی کے لئے اتنی محنت کرتا ہے۔ اور تین کروڑ یا تین ارب سال کی آئندہ زندگی کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ وہ کس طرح امید کر سکتا ہے کہ ہم اسے عقلمند سمجھ لیں۔ اگر وہ خدمت دین کرتا ہے۔ تو ایک نہ ختم ہونے والے عرصہ کے لئے انعام پاتا ہے۔ وہ انعام اور اجر تین کروڑ سال کے لئے نہیں۔ تین ارب سال کے لئے نہیں بلکہ ایسے زمانہ کے لئے ہے۔ جسے اسلام نے نہ ختم ہونے والا کہا ہے۔ اور جو زمانہ نہ ختم ہونے والا ہو۔ وہ بہر حال تین کروڑ یا تین ارب یا تین کھرب سال سے زیادہ ہوگا۔ اور اتنے لمبے عرصہ کے فائدہ کو چند سالہ فائدہ کے لئے نظر انداز کر دینے والا عقلمند نہیں کہلا سکتا۔

میں نے سنا ہے۔ کہ اس سال مدرسہ احمدیہ میں صرف ایک طالب علم داخل ہوا ہے۔ اس میں کسی حد تک سکول والوں کی ناتجربہ کاری کا بھی دخل ہے۔ جب سید محمود اللہ شاہ صاحبؓ فوت ہوئے اور موجودہ ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے تو انہیں یہ خیال نہ آیا۔ کہ سال بھر طلباء کو وقف کی طرف توجہ دلاتے رہیں۔ سید محمود اللہ شاہ صاحب اس کیلئے سال بھر کوشش کرتے رہتے تھے۔ اور مجھے وقتاً فوقتاً بتاتے رہتے تھے۔ کہ میں نے اتنے لڑکوں سے وقف کا وعدہ لیا ہے اور اس طرح مدرسہ احمدیہ میں کچھ نہ کچھ طلباء آجاتے تھے۔ لیکن اب جو نئے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ وقف

کی تحریک تو جاری ہی ہے۔ طلباء خود بخود وقف کی طرف آ جائیں گے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ گذشتہ سال طلباء کو اس کا احساس پیدا نہ ہوا۔ اگر وہ سال کے شروع سے ہی کوشش کرتے اور طلبا وقف میں آ جاتے۔ ایک کلاس پر کئی ہزار روپے سالانہ خرچ آئیگا۔ اور اگر پچاس طالب علم ہوں تب بھی یہ خرچ آئیگا۔ گویا اس سال ایک طالب علم پر پچاس گنا خرچ کرنا پڑے گا۔ اور اگر خدانخواستہ وہ لڑکا امتحان میں فیل ہو گیا۔ تو ایک سال خالی رہ جائے گا۔ اور یا پھر اس کلاس میں صرف فیل شدہ لڑکے داخل کرنے پڑیں گے۔ میں دیکھتا ہوں کہ بیرون ہندوستان کی جماعتوں میں وقف کی تحریک کی طرف اب زیادہ توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ اس سال امریکہ سے تین چار نوجوانوں کی طرف سے درخواستیں وصول ہو چکی ہیں۔ کہ ہم دینی تعلیم کے حصول کی خاطر پاکستان آنا چاہتے ہیں۔ یورپ سے دو تین نوجوانوں کی درخواستیں آئی ہیں۔ وہ بھی دینی تعلیم کی خاطر مرکز میں آنا چاہتے ہیں۔ اسی طرح

انڈونیشیا، سیلون اور افریقہ

سے بھی بعض نوجوانوں کی درخواستیں وصول ہوئی ہیں۔ گویا ان ملکوں میں آمدنیں زیادہ ہیں۔ ان ممالک سے وقف کی درخواستیں آ رہی ہیں۔ یورپ میں معمولی سی تعلیم کے ساتھ لوگ جس قدر آمد پیدا کر لیتے ہیں پاکستان کے رہنے والے نہیں کر سکتے۔ لیکن ان لوگوں کی طرف سے درخواستیں موصول ہو رہی ہیں۔ ہم انہیں اس لئے نہیں بلاتے کہ پہلے جو طلباء آ چکے ہیں وہ ابھی تعلیم سے فارغ نہیں ہوئے۔ غرض جہاں دفتر میں بیرونی ممالک کے احمدیوں کی بارہ تیرہ درخواستیں پہنچی ہوئی ہیں۔ وہاں پاکستان کے احمدیوں کی توجہ اس طرف بہت کم ہے۔ حالانکہ پاکستان یا ہندوستان جس میں پاکستان اور بھارت شامل تھے وہ ملک ہے جسے خدا تعالیٰ نے چن لیا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کسی اور ملک کو زیادہ قابل سمجھتا۔ تو اپنا مسیح اس ملک میں مبعوث کرتا۔ لیکن اس نے اپنے مسیح کی بعثت کے لئے ہمارے ملک کو چن کر ایک تو ہم پر احسان کیا۔ اور دوسرے ہم پر اعتماد کا اظہار کیا جس کا بدلہ دینا ہم پر فرض ہے

حضرت ابن عباسؓ

سے ایک دفعہ کسی نے پوچھا۔ کہ آپ کسی شخص کے لئے اس قسم کی دعا بھی کرتے ہیں۔ جس قسم کی دعا آپ اپنی ذات کے لئے کرتے ہیں۔ آپ نے کہا۔ ہاں۔ میں اس شخص کے لئے اس قسم کی دعا کرتا ہوں۔ جو مجھے آ کر یہ کہتا ہے کہ مجھے آپ کے سوا اور کوئی دعا کرنے والا نظر نہیں آتا۔ ایسے شخص کے لئے میں اسی قسم کی دعا کرتا ہوں جس قسم کی دعائیں اپنی ذات کے لئے کرتا ہوں۔ اس لئے کہ اس نے مجھ پر اعتماد کیا ہے۔ اور چونکہ اس نے مجھ پر اعتماد کیا ہے اس لئے اب میرا فرض ہے کہ اس کے اعتماد کے مطابق اس سے سلوک کروں۔ اگر حضرت ابن عباسؓ زید بکر کے لئے اپنی جان لڑا دیتے تھے کہ اس نے آپ پر اعتماد کا اظہار کیا۔ تو پھر یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں اس لئے چنا کہ ہم اس کے دین کا جھنڈا بلند کریں۔ اور اسے ہر ملک میں گاڑ دیں لیکن ایک حقیر سی دولت کے لئے ہم اس کے کام کو نظر انداز کر رہے ہیں۔ آخر پاکستان کتنا بڑا ملک ہے پاکستان کی حکومت چھوٹی سی حکومت ہے۔ اور پھر اس میں جو حصہ تمہارا ہے۔ وہ کتنا ہے۔ اس میں تمہارا حصہ تو بہت ہی کم ہے۔ اس معمولی سی دولت کو خدا تعالیٰ کے انتخاب پر مقدم کر لینا کتنے افسوس کی بات ہے۔

پس میں تمہیں

اس طرف توجہ دلاتا ہوں

کہ یہ تمہارا اندھاپن ہے۔ اسے دور کرو۔ یہ بیماری ہے اس کا علاج کرو۔ اگر تمہاری آنکھوں میں موتیا اتر آتا ہے۔ اگر تمہاری آنکھوں میں ککرے پڑتے ہیں اگر تمہاری آنکھوں میں سفیدہ پڑتا ہے۔ تو تم اس کا علاج کراتے ہو۔ اب اس سے زیادہ سفیدہ، موتیا اور ککرے اور کیا ہوں گے کہ تم دنیوی مقاصد کو خدا تعالیٰ کے دین پر مقدم رکھتے ہو۔ یہ بڑا سخت سفیدہ ہے۔ یہ بڑے سخت ککرے ہیں۔ جو تمہاری روحانی بینائی کو تباہ کر رہے ہیں۔ پس میں سکول کے اساتذہ اور کالج کے پروفیسروں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اس طرف توجہ کریں۔

اور طلباء کو وقف کی طرف لائیں

میں نے لاہور میں ایک واقف زندگی پروفیسر سلطان محمود شاہد کو ایک دفعہ تحریک کی۔ کہ تم طلباء کے رجحانات کا جائزہ لے کر وہ مضامین تجویز کرو جو ان کے لئے آئندہ زندگی میں مفید ثابت ہوں لیکن چار سال ہو گئے ان کی طرف سے کوئی رپورٹ نہیں آئی۔ دو تین ماہ کے بعد میں نے انہیں پکڑا اور کہا کہ تم نے اب تک اس تحریک کے بارہ میں کیا کیا ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ میں لڑکوں کو اکٹھا کر رہا ہوں۔ کچھ دنوں کے بعد اپنی رپورٹ پیش کر سکوں گا۔ لیکن چار سال کا عرصہ گذر گیا۔ اب تک انہوں نے کوئی رپورٹ پیش نہیں کی۔ اس عرصہ میں کئی لڑکے بھاگ گئے۔ اور باہر کاموں پر لگ گئے۔ جہاں پروفیسروں کی یہ حالت ہو۔ وہاں طالب علموں کی کیا حالت ہو گی۔

یہ تو ایسی ہی بات ہے

جیسے کہتے ہیں۔ کہ مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے۔ یعنی اے موت تجھے خوشخبری ہو کہ عیسیٰ خود بیمار ہو گیا ہے۔ اور وہ کسی کو زندہ نہیں کر سکتا کہ پروفیسروں کی یہ حالت ہو کہ اگر ان کے سپرد اتنا چھوٹا سا کام بھی کیا جائے جو اگر کسی چوہڑے کے سپرد بھی کیا جاتا۔ تو وہ اسے کر لیتا۔ لیکن وہ چار سال تک نہ کریں تو طلباء کا کیا حال ہو گا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر اساتذہ اور طالب علم اپنی اصلاح نہیں کریں گے اور خدمت دین سے غفلت کریں گے تو خدا تعالیٰ کا کام بہر حال ہوتا چلا جائے گا۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ تم سے برکت چھین لی جائے گی۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

ایک دفعہ ایک جنگ میں تشریف لے گئے۔ اور اس میں خدا تعالیٰ نے آپ کو فتح دی۔ اس وقت مکہ نیا نیا فتح ہوا تھا۔ اور آپ کے ساتھ مکہ کے حدیث العہد لوگ بھی تھے۔ آپ نے انہیں حدیث العہد سمجھ کر مال غنیمت میں سے بہت سا حصہ دیدیا اور مدینہ کے مسلمانوں کو نہ دیا۔ اس پر ایک انصاری نوجوان نے کہا۔ کہ خون تو ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مال اپنے رشتہ داروں کو دے دیا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ خبر پہونچی۔ آپ نے انصار کو جمع کیا۔ اور فرمایا اے انصار مجھے یہ خبر پہونچی ہے۔ انہوں نے کہا

یا رسول اللہ

یہ بات درست ہے۔ لیکن ہم میں سے ایک بدبخت نوجوان نے یہ بات کہی ہے ہم اس سے کلی طور پر بیزار ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اے انصار کہنے والے کے منہ سے بات نکل گئی۔ اور دنیا کے سامنے آ چکی۔ میں تمہارے سامنے اس کی اصل حیثیت رکھ دیتا ہوں۔ کہ آج جو کچھ ہوا ہے۔ اس کی دو شکلیں ہو سکتی ہیں تم یہ بھی کہہ سکتے ہو۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے اپنے رشتہ دار ان کے دشمن ہو گئے۔ اور انہوں نے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو برا بھلا کہا۔ آپ پر مظالم کئے۔ اور آخر ان سختیاں کیں کہ آپ کو مکہ سے نکلنا پڑا۔ اور مدینہ تشریف لے آئے۔ وہاں ہم نے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو پناہ دی۔ انہیں اپنی جائدادیں پیش کر دیں۔ اپنے مکان خالی کر دیئے غرض آپ کے لئے

ہر ممکن قربانی کی

اور اپنی جانوں کو آپ کی حفاظت کے لئے پیش کر دیا۔ لیکن جب مکہ فتح ہو گیا۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں محروم کر دیا۔ اور اموال اپنے رشتہ داروں کو دے دیئے۔ انصار کے اندر ایمان تھا۔ وہ اس قسم کی بے ایمانی والی بات نہیں کہہ سکتے تھے۔ انہوں نے روتے ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ بات ہماری قوم کے ایک بدبخت نوجوان کے منہ سے نکل گئی ہے۔ ہم اس سے کلی طور پر بیزار ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اے انصار اس کا ایک اور رخ بھی ہے۔ تم یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ خدا تعالیٰ نے اپنے ایک نبی کو مکہ میں پیدا کیا لیکن اس کی قوم نے اس کی قدر نہ کی۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے اپنی اس نعمت کو اٹھا کر مدینہ بھیج دیا۔ پھر فرشتوں کی مدد اور خدا تعالیٰ کی برکات اور فضلوں کے نتیجہ میں وہ بڑھا۔ پھلا اور پھولا۔ اور اس نے ترقی حاصل کی۔ اور مکہ فتح کر لیا۔ جب اس کا مکہ پر قبضہ ہو گیا۔ تو مکہ والوں کی آنکھیں کھلیں۔ اور انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ تو سچا رسول تھا۔ ہم نے اس کی ناقدری کی ہے۔ چنانچہ انہوں نے اسے قبول کیا۔ اور بیہودہ خیال کرنے لگے۔ کہ شاید ان کی کھوئی ہوئی دولت ان کو واپس مل جائیگی۔ اور خدا کا رسول پھر مکہ میں آباد ہو جائے گا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے یہ کہا۔ چونکہ تم نے میری نعمت کو رد کر دیا تھا اس لئے اب

یہ عظیم الشان نعمت

تمہیں واپس نہیں مل سکتی۔ چنانچہ اس نے مکہ والوں سے کہا۔ کہ اونٹ اور بکریاں تم لے لو۔ اور مدینہ والوں سے کہا۔ کہ تم میرے رسول کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ فرمایا۔ تم یہ بھی کہہ سکتے ہو۔ تمہاری بھی یہی مثال ہے۔ تم خدا تعالیٰ کو یہ بھی کہہ سکتے ہو۔ کہ پہلے نوکریاں نہیں ملتی تھیں۔ اب چونکہ پاکستان بن گیا ہے۔ اس لئے ہم نوکریاں کریں گے۔ اور دنیوی راحت و آرام حاصل کریں گے۔ اور یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ اب اگر نوکریاں مل رہی ہیں تو کوئی بات نہیں۔ ہم پہلے بھی خدا تعالیٰ کے تھے۔ اور اب بھی خدا تعالیٰ کے ہی رہیں گے۔ اور اس کے دین کی خدمت کریں گے۔ تم خود سمجھ سکتے ہو۔ کہ تم خدا تعالیٰ کو ان دونوں میں سے کونسا جواب دینا پسند کرو گے۔ کیا تم قیامت کے دن یہ کہہ کر اپنے ماں باپ کی ناک رکھو گے۔ کہ جب تک پاکستان نہیں بنا تھا ہم نے اپنی

زندگیاں وقف کیں

لیکن جب پاکستان بن گیا تو ہم نے وقف توڑ دیئے۔ یا تم یہ کہو گے۔ کہ جب تک پاکستان نہیں بنا تھا۔ ہم نے خدا تعالیٰ کی خاطر اپنی زندگیاں وقف کی تھیں۔ اور جب پاکستان بن گیا۔ تب بھی ہم نے

خدا تعالیٰ کو ہی مقدم رکھا

تم سمجھ سکتے ہو۔ کہ تم پہلا جواب دے کر اپنے ماں باپ کی طرف فخر کے ساتھ گردن اٹھا کر دیکھ سکو گے۔ یا دوسرا جواب دے کر تم ان کی ناک کو محفوظ رکھ سکو گے۔ بہر حال فیصلہ تمہارے اختیار میں ہے اور ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اسے ان حالات میں کیا فیصلہ کرنا چاہیئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک تازہ رؤیا

۲۰ - ۲۱ اکتوبر کی درمیانی رات

میں نے دیکھا کہ ہم گویا قادیان میں ہیں۔ میں باہر سے گھر میں داخل ہوا ہوں۔ حضرت ام المومنین بھی وہاں گھر میں ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خطرے کے دن ہیں۔ اور میرا اکیلا باہر جانا حضرت ام المومنینؓ کو ناپسند ہوا۔ انہوں نے اس قسم کا اظہار کیا۔ اور میں جلدی سے اپنے حصۂ مکان میں آگیا۔ جہاں ام ناصر اور میں رہا کرتے تھے۔ اس وقت میں اپنے آپ کو انیس بیس سال محسوس کرتا ہوں۔ میں نے کمرہ میں داخل ہو کے اندر سے کنڈی لگانے کی کوشش کی۔ اس خیال سے کہ حضرت ام المومنینؓ آ کر خفا نہ ہوں۔ جب میں کنڈی لگا رہا تھا تو صحن میں حضرت ام المومنین آگئیں اور باہر سے آواز دے کر ام ناصر سے کچھ کہا۔ جس کا مفہوم ایسا ہی تھا کہ انہوں نے کیسی بے احتیاطی کی ہے۔ کہ باہر اکیلے چلے گئے یا ایسے وقت میں چلے گئے۔ حضرت ام المومنینؓ کے چلے جانے کے بعد پھر میں کمرے سے باہر نکل آیا۔ اور گھر کے ایک طرف کچھ مستورات اپنے گھر کی تھیں ان کے پاس چلا گیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک کھڑکی جس کے سامنے پردہ پڑا ہوا ہے اس کے پاس وہ کھڑی ہوئی کسی کی تقریر سن رہی ہیں۔ میں بھی ان کے پاس آ کر کھڑا ہوا۔ اور میں نے بھی تقریر سننی شروع کی۔ مختصر مختصر چٹکلے اس میں بیان ہو رہے ہیں۔ اور غیر احمدیوں کو قائل کیا جا رہا ہے۔ تھوڑی دیر ہی تقریر سننے کے بعد مجھ پر ایسا اثر ہوا۔ کہ میں نے چاہا کہ کھڑکی کا پردہ ہٹا کے میں تقریر کرنے والے کو دیکھوں۔ تقریر خوب سنائی دے رہی ہے۔ لیکن آواز غیر مانوس معلوم دے رہی ہے۔ میں تقریر کرنے والے کو دیکھنے کے لئے آگے بڑھا۔ اور عورتوں سے کہا ایک طرف ہو جاؤ۔ میں اس شخص کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ ان عورتوں میں ام طاہر بھی ہیں۔ میں نے بازو سے زور دے کر ان کو پیچھے کیا۔ اور ان سے مخاطب ہو کر کہا۔ کہ یہ ایسی زبردست تقریر ہے۔ کہ ساری دنیا میں ایسی تقریر یا میں کر سکتا ہوں۔ یا میرا نور الدین کر سکتا ہے۔ اور ایسا کرتے ہوئے میں نے سینہ پر ہاتھ مارا۔ جیسا دعویٰ کرتے ہوئے بعض لوگ کیا کرتے ہیں۔ مگر میں نے ساری عمر میں جاگتے ہوئے ایسا کبھی نہیں کیا۔ اسی طرح میں نے کبھی حضرت خلیفہ اول رضؓ کو نور الدینؓ کہہ کر یاد نہیں کیا۔ اور میرا نور الدینؓ کے الفاظ ایک ہم عمر بے تکلف دوست کے لئے بولے جاتے ہیں۔ اس کا تو کبھی خیال بھی نہیں آ سکتا تھا۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پیار سے مرزا یا میرا مرزا کہہ دیا کرتے تھے۔ لیکن ہم لوگوں نے ساری عمر انہیں بڑے مولوی صاحب۔ مولوی صاحب۔ حضرت مولوی صاحب اور حضرت خلیفہ اول رضؓ کے الفاظ سے ہی یاد کیا۔ مگر خواب کی حالت میں میں ان کا ذکر "میرا نور الدین" کہہ کر کرتا ہوں عورتوں کو ایک طرف ہٹا کر جب میں نے پردہ ہٹایا۔ تو تین چار سو گز کے اوپر ایک بہت بڑا پلیٹ فارم بنا ہوا دیکھا۔ جس پر کچھ آرام کرسیاں اور صوفے ہیں۔ لیکن مقرر کے سوا اور کوئی آدمی سٹیج پر نہیں۔ جلسہ گاہ پلیٹ فارم سے چھپا ہوا ہے۔ اس لئے سامعین بھی نظر نہیں آتے۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ اپنے اسی سادہ لباس میں جس میں وہ ہوا کرتے تھے کھڑے تقریر کر رہے ہیں۔ آخری عمر کی نسبت زیادہ جوان معلوم ہوتے ہیں۔ اور طاقتور معلوم ہوتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان کے سامنے غیر احمدی سامعین بیٹھے ہیں۔ اور کچھ لوگوں نے شرارت کر کے یہ بات پھیلا دی ہے۔ کہ احمدیوں نے باقی مسلمانوں سے کچھ دشمنی کی ہے۔ اس مضمون کو سامنے رکھ کر حضرت خلیفہ اول رضؓ تقریر کر رہے ہیں۔ سفید لباس پر ایک گرم واسکٹ پہنی ہوئی ہے۔ اور سر پر اسی طرح پگڑی باندھی ہوئی ہے جس طرح وہ باندھا کرتے تھے۔ جو پگڑی کی بجائے چادر باندھی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ جس وقت میں نے پردہ ہٹایا۔ تو وہ یہ دلیل دے رہے تھے۔ تم میں سے بعض نے کہا ہے کہ احمدیوں نے فلاں شرارت کی ہے۔ احمدی پنجاب میں فلاں فلاں چار ضلعوں میں زیادہ ہیں۔ اگر ابھی گھوڑوں پر چڑھ کر کچھ لوگ ان کے بلانے کے لئے چلے جائیں۔ اور چاروں ضلعوں کے احمدیوں کو دے آئیں۔ تو وہ سارے مل کر اتنے بھی نہیں ہوں گے۔ جتنے کہ تم لوگ میرے سامنے بیٹھے ہو۔ پھر کیا اتنے تھوڑے لوگ اس قسم کی شرارتیں کر سکتے ہیں۔ کیا تم لوگ اتنی چھوٹی سی بات بھی نہیں سمجھ سکتے۔ یہ الزام لگانے والے لوگ اپنے جھوٹ کا یا تو خود اقرار کریں گے یا ہم انہیں مجبور کر دیں گے کہ وہ اقرار کریں۔ ہماری شرافت کی وجہ سے یہ لوگ اتنے دلیر ہو گئے ہیں۔ مگر ہم اب جواب دینے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ یہ کہہ کر انہوں نے دائیں طرف بیٹھے ہوئے ایک آدمی کو اشارہ کیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خاص طور پر انہوں نے ایک آلہ بنوا کے رکھا ہوا تھا۔ اس اشارہ پر ایک شخص اس چیز کو اٹھا کر لے آیا۔ وہ چیز کوئی پانچ چھ گز لمبی ہے۔ اور اس کے اوپر کے حصہ کا تین چار گز تقریباً

لیکن بجلی کے بلب کی طرح وہ ایک طرف سے موٹی اور ایک طرف سے پتلی ہے۔ وہ شخص اسے بڑی آسانی سے اٹھا کر سٹیج پر لے آیا۔ اور حضرت خلیفہ اول رضؓ کے ہاتھ میں دے دیا۔ وہ چیز آپ نے ہاتھ میں پکڑ لی اور کہا ہم ابھی ان سے اقرار کروا دیتے ہیں۔ پھر انہوں نے اپنی بائیں طرف دیکھا۔ سٹیج سے کوئی تین چار سو گز کے فاصلہ پر ایک پختہ باولی بنی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اس کی منڈیر بھی کوئی پندرہ بیس فٹ اونچی ہے اور ایسی مضبوط بنی ہوئی ہے۔ جیسے قلعہ کی دیوار ہوتی ہے۔ آپ نے اس تار پیڈو کو اپنے ہاتھ میں پکڑا اور لہراتے ہوئے اس کو اس باولی کی طرف پھینکا۔ وہ چیز عین اس باولی کے اوپر جا کر اس کے اندر گری۔ باولی کے اندر اس کا گرنا تھا۔ کہ اس باولی میں سے ایک شور پیدا ہوا۔ اور اس کا پانی اُبل اُبل کر باہر نکلنا شروع ہوا۔ اور باولی میں سے آوازیں آنی شروع ہوئیں۔ بک پڑے۔ بک پڑے۔ میں اس وقت یہ سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں نے شرارت کی تھی۔ وہ بھاگ کر اس باولی میں چھپ گئے تھے۔ اس باولی میں پانی کی سطح کے قریب بڑے بڑے طاقچے بنے ہوئے تھے۔ جن میں آدمی چھپ سکتا تھا۔ پولیس کو ان پر شبہ ہوا۔ اور وہ ان کے پیچھے گئی۔ لیکن وہ لوگ معترض تھے۔ کہ جو کچھ انہوں نے لیا تھا سچ کہا تھا۔ احمدیوں نے ہی ایسی شرارت کی تھی۔ لیکن جب حضرت خلیفہ اول رضؓ کی پھینکی ہوئی چیز کنوئیں میں جا کر گری۔ اور کنوئیں میں ایک تلاطم پیدا ہو گیا۔ تو انہوں نے سمجھا۔ عذاب الٰہی آگیا ہے تو حقیقت بیان کر دی۔ جس پر پولیس کے افسروں نے زور سے اطلاع دی۔ کہ بک پڑے۔ بک پڑے یعنی انہوں نے حقیقت بیان کر دی۔ اس کے بعد حضرت خلیفہ اول رضؓ نے تقریر بند کر دی۔ اور لوگ اپنے اپنے گھروں کو چل پڑے۔ اس وقت ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہم لوگ قادیان میں نہیں۔ بلکہ سرگودھا اور جھنگ کے علاقہ میں ہی ہیں۔ گھوڑوں پر چڑھے ہوئے سینکڑوں آدمی اس راستہ پر سے اپنے گھروں کو جا رہے تھے۔ یہ تو ایک راستے کا حال تھا۔ چاروں طرف سے راستے جاتے تھے۔ ان پر معلوم نہیں کتنے لوگ تھے۔ میں اتنے گھوڑوں کو دیکھ کر حیران ہو گیا۔ اور میں نے دل میں کہا۔ قادیان کے اردگرد تو اتنے گھوڑے نہیں ہوتے تھے۔ اس وقت مجھے یوں معلوم ہوا۔ کہ حضرت خلیفہ اول رضؓ حضرت ام المومنینؓ کی تسلی کے لئے گھر میں آئے ہیں۔ میں بھی اس کمرے میں چلا گیا۔ جہاں حضرت ام المومنین برقعہ یا چادر اوڑھے لیٹی تھیں۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ کمرے میں داخل ہوئے۔ تو ان کے ساتھ اماں جی یعنی ان کی اہلیہ بھی تھیں۔ انہوں نے بھی سیاہ برقعہ پہنا ہوا تھا۔ اور ان کی عمر بھی اس وقت کوئی چالیس سال کی معلوم ہوتی تھی۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ تو حضرت ام المومنینؓ کی طرف آگے بڑھے۔ اور انہیں تسلی دینے لگے۔ کہ خطرہ جاتا رہا ہے۔ فکر کی بات نہیں۔ اور میں ایک چارپائی پر اماں جی کے ساتھ بیٹھ گیا۔ ان کے ہاتھ میں ایک مجلد کاپی پکڑی ہوئی تھی۔ میں نے ان سے پوچھا یہ کاپی کیسی ہے۔ انہوں نے کہا کچھ نہیں میں نے بھی ایک تقریر کی تھی۔ وہ تقریر میں نے اس کاپی میں لکھی تھی۔ میں نے وہ کاپی ان سے لے لی۔ اور کھول کر وہ تقریر پڑھنی شروع کی۔ وہ تقریر مجھے معقول معلوم ہوئی۔ اور میں نے ان سے کہا۔ تقریر تو اچھی لکھی ہے۔ اور دل میں کہا۔ کہ جب حضرت خلیفہ اول رضؓ باہر جانے لگیں گے۔ تو میں ان کو مبارکباد دوں گا۔ کہ اماں جی نے تقریر اچھی لکھی ہے۔ اتنے میں وہ کمرے سے باہر نکلنے کے لئے اٹھے۔ اور میرے پاس سے گذرے۔ اور مجھے السلام علیکم کہا۔ میں نے وعلیکم السلام کا جواب دیا۔ اور اماں جی کی تقریر کا ذکر کرنا چاہا۔ لیکن فوراً مجھ پر حیا طاری ہو گئی۔ اور میں تقریر کا ذکر نہ کر سکا۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ کمرے سے نکل کر باہر چلے گئے۔ اور میری آنکھ کھل گئی۔

سلسلہ کا قابل فروخت لٹریچر

نظارت ہذا کے پاس سلسلہ کا مندرجہ ذیل لٹریچر قابل فروخت موجود ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ لٹریچر خرید کر اپنے زیر تبلیغ احباب کو دیں۔ نیز خود فائدہ اٹھائیں اور اپنی اولادوں کو پڑھائیں تا وہ احمدیت سے صحیح طور پر واقف ہوں۔ آپکا تعاون ہی نظارت ہذا کو مزید لٹریچر شائع کرانے کے قابل بنا سکتا ہے۔ فہرست کتب معہ قیمت درج ذیل ہے:-

۱۔ سوانح حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب (مصنفہ سر محمد ظفر اللہ خان صاحب) ۔/۶ر

۲۔ ختم نبوت کی حقیقت (حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے) ۱۲ر

۳۔ الفضل جوبلی نمبر ۸ر

۴۔ تبلیغ ہدایت (حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے) عہر (رعایتی)

ڈاکٹر کاٹجو اور مسلمان

نریندر ناتھ شرما بی ایس سی مراد آباد

ہندوستان کے وزیر داخلہ ڈاکٹر کاٹجو نے ایک مضمون "ہندو مسلم معاملات" کے عنوان سے شائع کرا کے ملک کے فرقہ پرستوں، شر پسندوں، امن دشمنوں اور تخریب پسندوں کے ہاتھ میں ایک نیا ہتھیار دے دیا جس کو وہ عرصے تک مسلمانوں کے خلاف استعمال کر سکتے ہیں۔ یہ مضمون ایک زہر ہے جو خوشنما جام میں پیش کیا گیا ہے۔ ایک چنگاری ہے جو ہندو اور مسلمانوں کے تعلقات کو خاکستر بنا سکتی ہے۔ ایک کھلا ہوا ایمان ہے جس میں سینے پھٹے ہوئے لئے ہوئے اور راستہ سے ہٹے ہوئے مسلمانوں کو مبتلا کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ ایک جال تو ہے۔ جو بیکس مسلمانوں کو پھانسنے کے واسطے فرقہ پرست بچھائے رہتے ہیں۔ ایک اپیل ہے جو مسلمانوں سے کہتی ہے کہ وہ اپنی مسجدیں ہندوؤں کو دے دیں۔ یہ ایک نقاب ہے جو فرقہ پرستوں کی خاموشی اور حکام کی بدنیتی کے بدنما چہرے پر ڈال دی گئی ہے۔ یہ وہ چیز ہے جو اگر کسی مہا سبھائی کے منہ سے نکلتی تو مسلمان صبر کر لیتے لیکن ڈاکٹر کاٹجو جیسے ذمہ دار کے قلم سے ایسی تحریر نکلے ضرور قابل توجہ ہے۔ مسلمان تو ایسے موقعوں پر بالکل یہ کہہ سکتے ہیں۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

ڈاکٹر کاٹجو ہندوستان کے وزیر داخلہ ہیں ان کی ہر تحریر یقینی طور پر ملک کی پالیسی تصور کی جائے گی میں ایک ہندو ہونے کے باوجود یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ گذشتہ دنوں کے بہت سے مقامات پر وحشت پن اور بربریت کا ننگا ناچ دیکھا گیا۔ یہ وہ وقت تھا جب تنویر انسانیت کی توہین کی جا رہی تھی۔ اور جلیے جارکر دو مسلمانوں کو ہر طرف سے پریشان کیا جا رہا تھا۔ جب ان کو مشکوک نظروں سے دیکھا جا رہا تھا۔ اور انہیں ہدف ملامت بنایا جا رہا تھا۔ یہ کھیل تمام ملک میں کھیلا گیا جمعیت العلماء کی جانب سے کئی وفد فساد زدہ علاقوں کا دورہ کرنے کے لئے بھیجے گئے اور انہوں نے متعلقہ ہندوؤں سے مکر مصالحت کی کوشش کی۔ اگر کوئی فرقہ پرست ایسی بات لکھتا تو حیرت کی بات نہ تھی۔ لیکن یہ مضمون اس شخص نے لکھا جو ایک مشہور قانون دان ہے۔ ہم نے ایک ایک لفظ کو واقعات اور معقولیت کی کسوٹی پر کسا اور یہ سمجھے کہ یہ مضمون صلح اور امن کے نام پر سچائی اور ایمانداری کے نام پر انسانیت اور شرافت کے نام پر سر اسر مذہبی تعصب کو بڑھاتا ہے۔ فرقہ وارانہ جراثیم پھیلا رہا ہے اور تباہی و بربادیوں کی چنگاری کو ہوا دے رہا ہے اور وطن کی عظمت کو خاک میں ملا رہا ہے۔

ڈاکٹر کاٹجو نے مسلم اخبارات پر الزام لگایا ہے کہ وہ مسلمانوں کا دکھ درد بیان کرتے ہیں۔ گویا اگر مسلم پریس مسلمانوں کی مظلومی کی داستان بیان کرتا ہے یا ان کی پریشانی کو حکومت کے کانوں تک پہنچاتا ہے (جیسا کہ اخبار الجمعیۃ نے کیا) اور مولانا حفظ الرحمان جو ہمارے ضلع مراد آباد کے ممبر پارلیمنٹ ہیں انہوں نے ایوان عام میں حکومت کے کانوں تک مسلمانوں کی فریاد پہنچائی اور ان کے حقوق کے واسطے جد و جہد کرتا ہے تو وہ گویا ایک بہت بڑا جرم ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ امن پسند ہندو کبھی اس قسم کے فسادات کی مذمت کئے بغیر نہیں رہ سکتے ہمارے ضلع میں بھی بقر عید کے موقع پر بعض شر پسند لوگوں نے فرقہ وارانہ فساد کرانے کی کوشش کی۔ لیکن پرجا سوشلسٹ پارٹی کی بر وقت مداخلت سے کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔ اور اس وقت جمعیۃ کے لوگوں نے بھی امن کو قائم رکھنے میں مدد کی۔ آخر کیا وجہ ہے آزادی کو سات سال ہو گئے۔ لیکن یکایک پر امن فضا مکدر بن جاتی ہے۔ امن و سکون ختم ہو جاتا ہے۔ اور بیکس انسانوں پر ہر طرف سے یلغار شروع ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر کاٹجو بھول جاتے ہیں۔ کہ ان فسادات میں اعلانیہ یا چھپ کر سرکاری حکام نے امداد کی۔ دانستہ واقعات سے چشم پوشی کی اور شر پسندوں کی ہمت افزائی کی۔ یہ مجرمانہ خاموشی ہندوستان کی نام نہاد لادینی حکومت کے لئے باعث شرم ہے۔

ڈاکٹر کاٹجو کے دل میں جو مسلمانوں کی طرف سے بدگمانیاں موجود ہیں جو انہوں نے انگریزوں کی لکھی ہوئی تاریخ سے حاصل کی ہیں۔ انہوں نے ایسی واقعات کو منافرت کے انداز میں پیش کیا کہ مسلمان حکمرانوں نے ہندوؤں کو مسلمان بنایا اور مندر توڑے۔ میں اس سلسلہ میں یہ جانتا ہوں کہ مسلمان بادشاہوں نے سرکاری خرچ سے مندر تعمیر کرائے اور امداد کی۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ ہندوؤں نے اکثریت میں ہونے کے باوجود کس طرح مسلمانوں کے مظالم کو برداشت کرتے رہے اور کیوں کسی قسم کی بغاوت نہ کی اور انہیں بڑے بڑے عہدوں پر فائز کیا۔ یہی وجہ تھی کہ کوئی بغاوت نہ ہوئی۔ پروفیسر الشری پرشاد نے لکھا ہے کہ بعض مغل بادشاہوں نے مندروں کی تعمیر کے لئے جاگیریں دیں۔ یہ رواداری کا بین ثبوت ہے اس کے بعد بھی ڈاکٹر کاٹجو جیسی شخصیت مسلم حکمرانوں کے مظالم کا رونا روئے۔ تو یہ حیرت انگیز ہے۔

فریاد مہجور

۱۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء روز مفارقت کی یاد میں

(از مکرم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل کبیر سٹریٹ لاہور)

ساتواں سال گذرتا ہے کہ مہجور ہوں میں
اپنے محبوب کی نگری سے بہت دور ہوں میں
جی میں آتا ہے کہ دو پر ہوں تو اڑ کر پہنچوں
کیا کروں بس نہیں چلتا ہے کہ مجبور ہوں میں
مرے آقا مجھے پاس اپنے بلا لو جلدی
صبر بہتیرا کیا۔ صبر سے معذور ہوں میں
کچھ علاج دل درماں طلب فرمائیں
سوزِ فرقت سے تڑپتا ہوں کہ رنجور ہوں میں
حالتِ بیم و رجا رہتی ہے طاری اکثر
دل سے نزدیک ہوں آنکھوں سے مگر دور ہوں میں
میں ہوں سرمست مئے حُبِّ محمدؐ احمدؑ
نہ کہ دلدادۂ افشردۂ انگور ہوں میں
لن ترانی کی صدا آتی ہے لیکن اکمل
ارنی گو پئے آں جلوۂ پُر نور ہوں میں

"اخلاص و ایمان کا طریق سیکھو"

فرمایا — (۱) "مخلص اور غیر مخلص میں یہی فرق ہوتا ہے۔ کہ غیر مخلص قحط اور تنگی کے وقت گھبرا جاتا ہے۔ اور نہیں جانتا کہ اسے کیا کرنا چاہیئے" اور

(۲) "مخلص یہ کہتا ہے کہ کچھ تنگی خدا نے بھیجی ہے۔ کچھ میں اپنے اوپر اپنی خوشی سے وارد کر لیتا ہوں تا اللہ تعالیٰ کا غضب ٹھنڈا ہو جائے اور میری تنگیوں کو دور کر دے۔ پس آپ مخلص ہوں۔ اور قربانیوں میں اور بھی زیادہ بڑھیں تا اللہ تعالیٰ کی برکتیں نازل ہوں اور سلسلہ کے کام نہ رکیں"۔

(۳) دور اول کے وہ احباب جن کی انیس سالہ فہرست ایک کتاب میں شائع ہونے کے لئے بن رہی ہے اور جن کے ذمہ کچھ نہ کچھ بقایا ہے۔ جس کی اطلاع دفتر دے رہا ہے اپنے بقایا کی ادائیگی کا ثبوت بحوالہ مرکزی رسید کے نمبر و تاریخ سے دیں۔ اگر یہ ثبوت نہ ہو۔ تو بقایا جلد سے جلد ادا کریں۔ تا نام فہرست میں آ جائے۔

بعض احباب اپنا بقایا زیادہ محسوس کرتے ہوئے معافی کی درخواست کرتے ہیں۔ ان کو معافی تو درخواست پر دی جا سکتی ہے۔ مگر معافی والے سال خالی ہو جانے کے سبب ان کا نام انیس (19) سالہ فہرست میں نہیں رکھا جائے گا۔ کیونکہ فہرست میں تو ان کا نام آ سکتا ہے۔ جنہوں نے متواتر انیس سال تک اپنی زندگی میں اشاعت اسلام میں مدد دی ہے۔ جس نے معافی لے کر اپنا سال خالی کر دیا۔ اس کا نام نہیں آ سکتا۔ پس معافی لینے والے دوست بھی اگر اپنی موجودہ حالت کے مطابق تحریک جدید کی کم سے کم شرح کے تحت ادا کر دیں گے تا ان کا کوئی سال خالی نہ رہے۔ تو ان کا نام بھی فہرست میں آ جائے گا — یاد رہے کہ بارہا یہ اعلان ہوا ہے کہ تحریک جدید میں کم سے کم شرح پانچ روپیہ سالانہ ہے۔ اس سے کم نہیں ہو سکتی۔

(وکیل المال تحریک جدید قادیان)

سلسلہ کا لٹریچر (بقیہ صفحہ ۳)

۵۔ اسلام اور اشتراکیت (حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے) ۳/ر
۶۔ سوانح دستیر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ (مرتبہ مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل مدفون حضر اقدس) ۴/ر
۷۔ محامد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم (از تحریرات حضرت مسیح موعود) (مرتبہ مولوی محمد حفیظ صاحب) ۲/ر
۸۔ ضرورت مذہب (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ) ۸/ر
۹۔ پیشگوئیاں (مرتبہ مولوی جلال الدین صاحب شمس) ۵/ر
۱۰۔ میری والدہ (مرتبہ محمد ظفر اللہ خان صاحب) مجلد ۱۱/ر ہمارا خدا (از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے) مجلد (۱۲) اسلام میں اختلافات کا آغاز (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی) ۱۲/ر
۱۲۔ پیغام احمدیت (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی) ۱۲/ر
۱۳۔ خطبات نکاح (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی) مجلد عہ/ر غیر مجلد ۱۲/ر (۱۵) خطبات عیدین (خلیفۃ المسیح الثانی) مجلد ۱۲/ر (۱۶) حضرت محمد مصطفیٰ کی ن کا ال ۲۰
(۱۶) آنحضرت پیدا ہوا از قیامت تک ہو گا (۱۷) موجودہ زمانہ کا اوتار (ملک فضل حسین صاحب) ۸/ر (۱۸) تعلیم الحق قد دالاعمال خطبات (ادارہ ترقی اسلام) ۱۲/ر (۱۹) وفات مسیح ناصری علیہ السلام بر علمائے مصر کا فتویٰ ۴/ر (۲۰) سیرۃ سیدہ ام المومنین عرفانی صاحب) عہ/ر (۲۱) قرآن مجید مترجم مرتبہ پارہ اول ۴/ر (۲۲) البم ۸/ر

سلسلہ عالیہ احمدیہ سے متعلق کتابیں اور ان کے علاوہ [illegible]

سیلون میں انڈونیشیا کے رئیس التبلیغ کا ورود

(از مکرم قریشی عبدالرحمٰن صاحب سیلونی نزیل کولمبو)

۱۵ اراکتوبر کو کولمبو کے انگریزی سنہالی اور تامل تینوں زبانوں کے مشہور اخبارات میں کرمی جناب سید شاہ محمد صاحب رئیس التبلیغ انڈونیشیا کی مع اہلیہ محترمہ ۱۷ اراکتوبر بروز اتوار انڈونیشیا جاتے ہوئے احمدیہ مشن ہاؤس میں تشریف لانے کی خبر شائع ہوئی۔

چنانچہ ۱۲ بجے کولمبو پورٹ پر برادرم مولوی محمد اسماعیل صاحب منیر مبلغ سیلون اور احباب جماعت نے آپ کا شاندار استقبال کیا اور پھولوں کے ہار پہنائے۔

اخباری اعلان کی وجہ سے مشن ہاؤس میں کئی ایک غیر احمدی احباب شاہ صاحب کی ملاقات اور آپ کے خیالات سننے کے لئے تشریف لائے تھے۔ آپ کا جہاز کولمبو پورٹ پر صرف ۷-۸ گھنٹے کے لئے ٹھہرا تھا۔ اس لئے آپ زیادہ عرصہ قیام نہ فرما سکے۔ بہرحال اس مختصر وقت کے مدنظر شاہ صاحب کی تقریر رکھی گئی۔ جو ۵ بجے شام سے ۶ بجے شام تک ہوئی۔ ۶ سے ۷ تک سامعین کو سوالات کا موقعہ دیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم جناب حکیم فضل الٰہی صاحب آف ربوہ مقیم کولمبو نے کی پھر ہمارے مبلغ برادرم مولوی محمد اسماعیل صاحب منیر نے شاہ صاحب کا تعارف کرایا۔ کہ "آپ وہ وجود ہیں جنہوں نے اسلام اور احمدیت کے لئے اپنی قیمتی زندگی حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کر دی۔ اور اٹھارہ سال تک انڈونیشیا جیسے وسیع ملک میں تبلیغ اسلام کرتے رہے۔ اور آپ کی بدولت وہاں بہت سی جماعتیں مختلف مقامات پہ قائم ہوئیں"

جناب شاہ صاحب نے اپنی تقریر میں اپنے نو ماہ قیام ربوہ اور قادیان کے حالات بیان فرمائے آپ نے فرمایا:۔

"میں نے اپنے قیام کا عرصہ ربوہ اور کچھ وقت قادیان میں گذارا ہے۔ ربوہ خالص مسلمانوں کی شورش اور مذہبی بستی ہے۔ اور اس میں رہ کر انسان یقیناً محسوس کرتا ہے۔ کہ وہ ایک اسلامی فضاء میں سکونت پذیر ہے۔ اس ماحول کی صبح و شام اور اس کے ساکنین کی شام و سحر صرف اسی فکر میں صرف ہوتی ہے کہ کس طرح اسلام کی دنیا میں ترقی ہو۔ اور اسی کے لئے وہ ہر دم کوشاں ہیں۔ کہیں تعلیم کا انتظام ہے۔ اور تربیت ہو رہی ہے کہیں مبلغ تیار کئے جا رہے ہیں۔ کہیں کوئی مبلغ باہر بھیجا جا رہا ہے۔ اور کبھی کوئی مبلغ واپس آ رہا ہے۔ کہیں دفاتر ہیں۔ جو تعلیم و تربیت تبلیغ کا انتظام اور آمد و خرچ کا حساب رکھتے ہیں مساجد ہیں۔ جن میں پانچوں وقت خدائے واحد کی توحید کا اقرار کیا جاتا ہے۔ اور اسی کی حمد و ثناء بلند کی جاتی ہے۔ درس ہوتا ہے۔ رمضان کا مہینہ آتا ہے۔ تو ان کے دل و ایمان از سر نو تازہ ہوتے ہیں۔ درس قرآن و حدیث کا انتظام ہوتا ہے۔ لوگ شوق سے سننے آتے ہیں۔ آخری عشرہ میں معتکف احباب مساجد کو ذکر الٰہی سے منور کرتے ہیں۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اس مادیت کے زمانہ میں اسلام کی ترقی کے لئے صرف یہی ایک بستی ہے۔ جو اس فکر میں مصروف و مشغول ہے۔ کیوں نہ ہو؟ انہیں مسلمانوں کے متعلق رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک وقت آنے والا ہے جب مسلمان حقیقی مسلمان نہ رہیں گے۔ نام کا اسلام ہوگا۔ وہ یہود سے مشابہت اختیار کر جائیں گے۔ اور یہی امام مہدی کا زمانہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا تھا کہ اُمت مسلمہ ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ اور کلھم فی النار ہوں گے سوائے ایک جماعت کے۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلعم وہ کونسی جماعت ہوگی۔ اس پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِی۔ یعنی جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔ سوال یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کس طریق اور طرز پر عمل پیرا تھے۔ یہی کہ آپ نے دنیا کے سامنے اسلام کو پیش کیا اور اسکی تبلیغ کی۔ اور اسی طریق پر آج جماعت احمدیہ قائم ہے۔ کیا کوئی اور جماعت آج اس طریق پر قائم ہے؟ کس جماعت کے مشن انڈونیشیا۔ برما سیلون۔ افریقہ۔ لنڈن۔ امریکہ۔ یورپ اور ساری دنیا میں قائم ہیں۔ یہ خوش قسمتی صرف جماعت احمدیہ کو حاصل ہے۔

آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے قیام ربوہ میں ایک روح پرور جلسہ دیکھا ہے۔ جو ہر سال دسمبر کے آخری ہفتہ کی تین تاریخوں میں ہوتا ہے اس جلسہ میں بڑے بڑے عالم فاضل تقاریر فرماتے ہیں۔ وہ تقریریں ہمارے امام حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی ہوتی ہیں۔ جن کو سننے کے لئے پاکستان کے علاوہ دوسرے ملکوں کے کونے کونے سے جمع ہوتے ہیں۔ اور گوش ہوش سے آپکی تقاریر سنی جاتی ہیں۔ گذشتہ سال دسمبر ۱۹۵۳ء کے جلسہ میں کوئی ۳۵-۳۶ ہزار اصحاب موجود تھے۔ کیا کسی جگہ آج مسلمان خالص دینی مقاصد کے لئے۔ تبلیغ اسلام کے لئے اور اس کے پروگرام اور اس کی توسیع کے لئے سوائے حج کے جو ایک اسلامی بنیادی ستون ہے جمع ہوتے ہیں۔ یہ صرف اس امام آخر الزمانؑ کی روحانیت کا اثر ہے۔

آپ نے فرمایا۔ رسول کریم صلے اللہ وسلم نے آنے والے امت محمدیہ کے مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق فرمایا تھا کہ یَتَزَوَّجُ وَ یُوْلَدُ لَہٗ۔ کہ آنے والا مسیح شادی کرے گا۔ اور اس کی اولاد ہوگی۔ فرمایا دنیا میں انسان شادی کرتا ہے۔ اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ لیکن جب خاص کسی کی شادی اور اس کی اولاد خاص روحانی شان والی ہونی ہو تو پیشگوئی کی جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شادی کی اور خداتعالےٰ نے آپ کو بشارات عطا کی اور آپ نے آئندہ ہونے والے المصلح الموعود کا ایک نام فضل عمر رکھا۔ اس سال میرے دوران قیام میں جو بڑا واقعہ پیش آیا جو آپ سب لوگوں نے اخبار کے ذریعہ پڑھا سنا ہوگا۔ وہ حضرت امام جماعت احمدیہ پر ایک ظالم کا قاتلانہ حملہ ہے اور اس حملے پر تمام عالم احمدیت کو سخت صدمہ اٹھانا پڑا۔ اور یہ چیز ہمارے دلوں کو پارہ پارہ کرنے والی اور بہت دکھ دینے والی تھی۔ لیکن یہ چیز جہاں ہمارے دلوں کو پاش پاش کرنے والی تھی۔ وہاں پر ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یہ چیز ہمارے لئے ایک خوشی کا پہلو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ اوّل یہ کہ ہمارے خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس کی خبر دی تھی۔ کہ خدا تعالےٰ تجھ کو اور تیری ذریت کو دشمن کے بد ارادوں سے محفوظ رکھے گا۔ دوسرا ہم دیکھتے ہیں کہ وہ عظیم الشان اولاد جس کی خدا نے خبر دی تھی اور جس کا ایک نام فضل عمر رکھا کس طرح اس کے نام رکھنے میں اس بات کی طرف اشارہ تھا۔ فضل عمر خلیفہ ثانیؓ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مشابہت رکھنے والا ہے۔ جس طرح ۱۳½ سو سال قبل حضرت عمر خلیفہ ثانی کو ایک حملہ پیش آیا تھا۔ بعینہٖ اسی طرح اس فضل عمر سے پیش آیا۔ لیکن چونکہ یہاں حفاظت کا پہلے سے وعدہ تھا اس لئے ان کو خدا نے بچا لیا۔ حضرت عمرؓ پر جس دن حملہ ہوا وہ دن بدھ کا تھا۔ اور خلیفہ ثانی فضل عمر پر حملہ کا دن بدھ کا تھا (۱۰ ارمارچ ۱۹۵۴ء) حضرت عمرؓ پر حملہ مسجد میں ہوا تھا۔ اسی طرح یہاں بھی اس عمر پر حملہ مسجد میں ہوا۔ اور نماز کے وقت ہوا۔ حملہ کے وقت حضرت عمرؓ کی عمر ۶۰ سال سے متجاوز تھی اور خلیفہ ثانی کی عمر بھی ۶۰ سال سے تجاوز کر چکی ہے حملہ کرنے والا حضرت عمرؓ کا مبائع نہ تھا اور اسی طرح یہاں امام جماعت پر حملہ کرنے والا آپکی جماعت میں سے نہ تھا۔ پس یہ بات انتہائی مشابہت کی حامل ہوتے ہوئے حضرت فضل عمر کی صداقت اور خلیفہ برحق ہونے پر بین دلیل ہے۔

آخر میں مختصر طور پر آپ نے قادیان کے حالات بیان کئے۔ کہ کس طرح یہ چند درویش مال و اسباب سے بے نیاز لیکن ایمان و روحانیت مالامال خداتعالےٰ کی مقدس بستی میں مقیم ہیں۔ ان کے دن رات ذکر الٰہی۔ حمد تسبیح۔ تہجد و نوافل میں بسر ہوتے ہیں۔ اور پانچوں وقت خدائے واحد کا نام بلند کرتے ہیں۔ اور فرمایا کہ میرا دل چاہتا تھا کہ موقعہ ملے تو درویشان کرام کے زمرہ میں ہی شامل ہو جاؤں یا کم از کم کچھ مزید عرصہ قیام کروں مگر حالات کی مجبوری کی بنا پر جلد رخصت ہونا پڑا۔ قادیانؐ کے درویشان نے جس محبت و اخلاص کا نمونہ دکھلایا اور جس رنگ میں وہ اپنی اعلیٰ زندگی بسر کر رہے ہیں اس کا ہی یہ اثر تھا کہ جناب شاہ صاحب وہاں رہنا پسند فرماتے تھے۔ بہرحال آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ۱۹۴۷ء کے بعد جب سے کہ پاکستان بنا ہے مشرقی پنجاب کے پورے صوبہ میں جہاں لاکھوں مسلمان بستے تھے اور ہزاروں مساجد تھیں۔ اب صرف اور صرف قادیان دارالامان کی بستی سے خداتعالےٰ کی تسبیح اور تحمید کا نعرہ بلند ہوتا ہے یہ فخر جماعت احمدیہ کے لئے کچھ کم نہیں مگر اسکے اولین مستحق ہمارے وہ درویش بھائی ہیں جو دیار مسیح میں محض للہ دھونی رمائے بیٹھے ہیں۔ اور دن رات ہندوستان میں اسلام کو سر بلند کرنے کی فکر میں ہیں ہمارا اولین فرض ہے کہ ہم اپنے ان بھائیوں کی ہر ممکن رنگ میں مدد فرمائیں اور کم از کم ان کیلئے اللہ تعالےٰ کے فضل و برکات کے نزول کے لئے روزانہ دعائیں کریں۔ اس کے بعد مکرم شاہ صاحب سے مختلف قسم کے سوالات [illegible] گئے جن کے آپ نے تسلی بخش جواب دیئے اور نماز مغرب و عشا جناب شاہ صاحب نے نہایت سوز و گداز سے پڑھائی۔

بعدہٗ جناب پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ (ایم۔ ایم عبدالقادر صاحب) نے اپنے مکان پر جناب شاہ صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ کے اعزاز میں ایک پرتکلف دعوت طعام دی جسمیں جماعت کے چیدہ احباب بھی مدعو تھے پھر سب دوستوں نے اجتماعی دعاؤں کے ساتھ رات کے نو بجے بندرگاہ پر جناب شاہ صاحب کو رخصت کیا اور تین دوست جہاز میں چھوڑنے کے لئے ساتھ بھی گئے۔

مختصر یہ کہ اس طرح مبلغین کے آمد و رفت کا سلسلہ کولمبو تبلیغ از حد مفید ثابت رہا ہے۔ بین الاقوامی بندرگاہ ہونے کیوجہ سے کولمبو کی اہمیت دن بدن بڑھ رہی ہے اسلئے ہماری درخواست ہے۔ کہ جو مبلغ [illegible]

شذرات

اردو

اردو کے متعلق جناب پنڈت نہرو جی کی زبانی سنیئے۔ فرماتے ہیں:۔

" ثقافتی تنگ نظری اور ایک زبان پر دوسری زبان کو ترجیح دینے کی ذہنیت ملک کی ترقی میں رکاوٹ ہے ..... ایک زبان پر دوسری زبان کو ترجیح دینے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ ہندوستان میں بارہ چودہ بڑی اور کچھ چھوٹی زبانیں ہیں یہ تمام زبانیں برابر ہیں ہندی کو آسانی کے لئے ملک کی زبان بنا دیا گیا ہے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں ...... کہ دوسری زبانیں کم درجہ رکھتی ہیں۔ ان میں سے کچھ زبانیں شاید ہندی سے بھی زیادہ ترقی یافتہ ہیں۔ کسی زبان کو دبانے سے کسی زبان کو فائدہ نہیں پہنچتا۔ ..... زبان ایک طاقتور ہتھیار ہے۔ اور ایک زندہ زبان کو ختم نہیں کیا جاسکتا!" (الجمعیتہ ۱۰/۵۴)

اسی طرح کانپور اردو کانفرنس میں ڈاکٹر بینر جی (سابق صدر شہر کانگرس کمیٹی) نے کہا کہ " اردو کا مسئلہ نہ صرف زبان و تہذیب کا مسئلہ ہے بلکہ اس کے پیچھے ایک خوفناک اقتصادی بحران ہے جو لاکھوں، کروڑوں مسلمانوں، سکھوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کے خاندان کو تباہ و برباد کردے گا!"

مسلمان اور گاؤکشی

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے ۱۹۰۸ء میں ہندو مسلم اتحاد کی خاطر گاؤکشی ترک کرنے کی پیشکش کی تھی۔ آپ کی دوربین نگاہ نے اس امر کو جو اس سرزمین پر اثر انداز ہونے والا تھا بھانپ لیا تھا۔ چنانچہ وفات سے ایک روز پہلے آپ نے اتحاد ہی کے متعلق ایک کتاب رقم فرمائی۔ جس میں نہایت دلکش پیرایہ میں ہردو اقوام کو اتحاد و اتفاق کی دعوت دی اور عدم اتحاد کے نتائج سے آگاہ کیا۔ ہم اس میں بھارت کے مسلمانوں کی بہتری سمجھتے کہ گاؤکشی جیسے امر سے لازماً احتراز ہے کہ جس سے بھارت کے ہندوؤں کے مذہبی جذبات کو شدید ٹھیس پہنچتی ہے۔ خواہ حکومت کی طرف سے اجازت ہی ہو۔ ہر اجازت کو ہر وقت استعمال نہیں کیا جاتا بلکہ موقعہ و محل کا لحاظ رکھنا از بس ضروری ہوتا ہے۔

لیکن ہم اس امر کے حق میں نہیں ہیں کہ غیر مسلم اپنے بھائی ہندوؤں کے جذبات کو گاؤ بدھ کے مسئلہ پر انگیختہ کرکے سیاسی فوائد حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ مارواڑی فرقہ کے ممبران کی رائے سے ہم متفق ہیں۔ ستمبر میں کلکتہ میں ان کے ۲۷ ممبران نے ایک مشترکہ بیان میں اینٹی گاؤکشی تحریک کی مذمت کی اور اسے نقصان دہ قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ اس تحریک کا پس منظر سیاسی ہے۔ اس غیر سیکولر تحریک کا مقصد لامذہبی دستور کو ناکام بنانا ہے۔ یہ تحریک ہندوستان میں رجعت پسندانہ فرقہ پرست طاقتوں کی شروع کی ہوئی ہے۔

ہمیں اس خبر سے مسرت ہوئی ہے کہ مسلمان اس طریق کار پر پابند ہیں جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔ چنانچہ ستمبر میں یو پی کے سرکاری ترجمان نے کہا کہ گذشتہ پانچ سال کے اندر اتر پردیش میں ذبیحہ گاؤ تقریباً ختم ہوچکا ہے۔ یہ غلط ہے کہ ذبیحہ گاؤ کی رفتار تیز ہوگئی ہے۔ اس قسم کی باتیں کہنے کا مقصد بے چینی پیدا کرنا ہے۔

فرقہ پرستی ترک کرو

فرقہ پرستی ایک لعنت ہے۔ اسے ترک کرنے میں بھارت کی ترقی اور خوشحالی مضمر ہے۔ چنانچہ فرقہ پرستی سے بچنے کے لئے اجمیر میں پنڈت نہرو نے

" لوگوں کو یہ تلقین بھی کی کہ وہ فرقہ پرستی کو ختم کریں۔ کیونکہ ماضی میں فرقہ پرستی ہی ملک کے زوال کا باعث بنی رہی ہے "

(پرتاپ ۲۵/۱۰/۵۴)

احمدیت اور مغربی افریقہ

احمدیت کی برکات روز بروز زیادہ شاندار اثرات و نتائج پیدا کررہی ہیں۔ تقریباً پچیس سال قبل حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب نیر رضؓ کو بطور مبلغ مغربی افریقہ بھیجا گیا۔ اور اس وقت سے برابر وہاں جہاد جاری ہے جس کے خوشکن نتائج سینکڑوں مساجد۔ مدارس۔ مقامی و مرکزی مبلغین کی شکل میں ہمارے سامنے ہیں۔ ان مبلغین کی وجہ سے وہاں کے دیگر فرقوں کے مسلمانوں میں بھی زندگی کے آثار پیدا ہو رہے ہیں۔ چنانچہ بدر میں ان کے ایک لیڈر کا بیان درج ہوچکا ہے کہ اگر احمدیت یہاں نہ آتی تو ہم عیسائی ہوچکے ہوتے۔ باوجودیکہ عیسائی مشنوں کو بہت وسیع ذرائع حاصل ہیں۔ اور ان کی اپنی حکومت بھی ہے۔ پھر بھی احمدیت نے جس شاندار طور پر اسے پچھاڑا ہے۔ اس کے متعلق ذیل کی خبر پڑھیئے اور اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لائیے۔ یہ ہماری ادنیٰ مالی قربانیوں کے نتائج ہیں۔ اگر ہم اپنی مالی قربانیوں کو تیز تر کردیں تو یدخلون فی دین اللہ افواجاً کا منظر جلد پیدا ہوسکتا ہے۔ خبر یہ ہے:۔

"کیتھولک اخبار" دنیوی یونیورس" کا بیان ہے کہ گذشتہ پچیس سال میں افریقہ کے دو کروڑ سے زائد باشندے مشرف بہ اسلام ہوئے اس کے مقابلہ میں ایک کروڑ کیتھولک عیسائی ہوئے۔"

ذات پات اور چھوت چھات

تمام انسان مساوی ہیں۔ مساوات انسانیت کا سب سے بڑا علمبردار اسلام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً بھی مساوات کرکے دکھائی اپنی پھوپھی زاد بہن کی شادی حضرت زید رضؓ سے کر دی۔ جو غلام رہ چکے تھے۔ وہ اور ان کا بیٹا حضرت اسامہ آپؐ کو بہت پیارے تھے۔ حضرت اسامہ رضؓ کو حضورؐ نے اپنے وصال کے قریب ایک لشکر کی کمان سپرد کی۔ جس میں آپؐ کے ہونے والے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر رضؓ جیسے جلیل القدر صحابہ شامل تھے۔ بیاہ شادی۔ کاروبار۔ فرائض کی سپردگی۔ عبادت غرضیکہ کسی امر میں کسی کی قومیت اور رنگ و نسل آڑے نہ آتی تھیں۔ ہماری شدید تمنا ہے کہ ہمارے عزیز وطن بھارت کو بھی پوری خوشحالی نصیب ہو اور چھوت چھات جیسی قابل نفرین چیز یہاں سے ہمیشہ کے لئے غائب ہوجائے۔ اب بھی بعض جگہ اچھوتوں کو عبادت گاہوں میں داخلہ کی اجازت نہیں دی جاتی۔ بلکہ معاملہ عدالت میں پہنچنے پر اچھوتوں پر حکم امتناعی جاری کردیا جاتا ہے۔ افسوس کہ لوگ نہیں سمجھتے کہ تمام انسان برابر ہیں۔ اور ہر ایک کو عبادت الٰہی کا برابر کا حق حاصل ہے۔ بہت ممکن ہے کہ ایک غریب شخص نیکی۔ خدا ترسی اور اخلاق میں دوسروں سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہو۔ موجودہ زمانہ میں ذرا سا اقتدار و اثر رکھنے والے فرد کو بسا اوقات ایسے ماحول میں گھر جانا پڑتا ہے۔ جو نیکی اور خدا ترسی کے بالکل ہی متضاد ہوتا ہے۔ کہیں رشوت۔ کہیں جنبہ داری اور کہیں خویش پروری کا طریق اختیار کرنا پڑتا ہے

بنگلور میں ۳۱ر اکتوبر کو مرکزی وزیر مواصلات مسٹر جگجیون رام نے ہریجن سیوک سنگھ کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ ہم اپنے حقوق چاہتے ہیں کسی رحم اور عنایت کی طلبگار نہیں۔ اگر ذات پات کے نظام کو ختم نہ کیا گیا تو چھوت چھات کبھی دور نہ ہوگی ذات پات کے نظام کے باعث اچھوتوں اور اونچی ذات پات کے ہندوؤں میں میل کرنے کا جذبہ نہیں رہا ہے۔ ذات پات کے نظام سے ہندوستان کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ اس لئے ہمیں اس نظام کے خلاف سخت حملہ کرنا چاہئے۔ تاکہ وہ نظام ختم ہی ہوجائے۔ جس پر چھوت چھات کی عمارت قائم ہے۔ کئی قوانین کی منظوری اور نفاذ کے باوجود ملک میں چھوت چھات موجود ہے یا تو لوگ انسداد چھوت چھات کے قوانین کو نافذ کرنے سے ڈرتے ہیں۔ یا یہ کہ آبادی کے ایک بااثر حصہ نے ان کو ایسا کرنے پر مجبور کیا ہے۔ دیہات میں ہریجنوں کے لئے اب بھی مکانات کی دشوار یاں ہیں۔

اہلحدیث۔ رفع الیدین

دنیائے اسلام کن زہرہ گداز مسائل سے دوچار ہیں۔ علاوہ ازیں تمام دنیا کو کن روحانی اقدار کی ضرورت ہے اور اس کے کیا ذرائع ہیں ان پر سوچ بچار کی بجائے ہمارے علماء استنجے، وطہارت کے مسائل ہی میں اُلجھے پڑے ہیں۔ جماعت دار اخبار اہلحدیث بابت یکم نومبر ہمارے سامنے اس میں رفع یدین پر تین صفحے کی بحث ہے اللہ تعالےٰ علماء کو سمجھ دے کہ ان جزوی مسائل پر زور قلم صرف کرنے کی بجائے مسلمانوں کی دینی۔ اخلاقی۔ روحانی اقتصادی ضروریات کے مسائل میں رہبری کرنے کی ضرورت ہے۔ ورنہ مسلمان دوسروں سے پیچھے رہتے چلے جائیں گے۔ اخبار جو رہبری کا کام دیتے ہیں۔ اور جن سے قوم کی ذہنیت بنتی اور بگڑتی ہے اگر وہ اپنی توجہات کو ادنیٰ اور ناقابل التفات اور اختلاف پیدا کرنے والی باتوں میں صرف کرتے رہیں گے تو ان سے متاثر ہونے والے عوام کا کیا حال ہوگا۔

درخواستہائے دعا

(۱) عزیز فضل احمد صاحب سٹوڈنٹ ملی گڑھ ابن مکرم نور الدین صاحب سکرٹری مال سرینگر کا لمبی بیماری کے بعد بخار ٹوٹ گیا ہے (۲) اہلیہ محترمہ چوہدری عبدالسلام صاحب سکرٹری تعمیرات قادیان شدید اور خطرناک طور پر بیمار ہوگئی ہیں (۳) والدہ ملک صلاح الدین صاحب اور بہنوئی محمد شفیع صاحب فالد منٹگمری میں بیمار ہیں (۴) راجہ مظفر خان صاحب صدر ستہ براڑی کشمیر کو امسال خشک سالی کی وجہ سے نقصان کا خطرہ ہے (۵) مکرم نائب صدر صاحب جماعت سرینگر کو ایک مشکل درپیش ہے (۶) اہلیہ محترمہ ملک گل محمد صاحب ربوہ شدید بیمار ہیں (۷) مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی رفیقی ناظر بیت المال کو ربوہ میں پھر شدید درد ہوا ہے احباب ان سب کے لئے دعا فرمائیں۔

مولوی عبدالستار صاحب قادیان کا بچہ عبدالشکور بیمار ہے۔ تمام بھائیوں سے درخواست دعا ہے۔

دو دردناک حادثات والے مضمون کے متعلق

ایک دوست کے سوال کا جواب

از حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے مدظلہ العالی

الفضل کی اشاعت مورخہ ۵ اراکتوبر ۵۲ئ میں میرا ایک مختصر سا مضمون زیر عنوان " دو دردناک حادثات" شائع ہوا تھا۔ اس مضمون میں میں نے میجر محمد اسلم خاں مرحوم کے اکلوتے بچے کے کھڑکی سے گر کر وفات پانے اور فلائنگ آفیسر عبدالحمید خاں غزنوی کے الم ناک ہوائی حادثہ کے متعلق ان کے پسماندگان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے اس قسم کے تلخ حادثات کے پس منظر اور ان کے دینی فلسفہ کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اور یہ اصول بیان کیا تھا کہ عام حالات میں اس قسم کے حادثات لا آف نیچر یعنے قضاء و قدر کے قانون کے ماتحت ظہور پذیر ہوتے ہیں، اور ان کے لئے شریعت کے قانون کے ماتحت (جو انسان کی نیکی بدی سے تعلق رکھتا ہے) وجوہات تلاش کرنا درست نہیں۔ بلکہ اس قسم کی کوشش بسا اوقات بعض تمام طبیعتوں کو دہریت کی طرف اور بعض کو تناسخ کے عقیدہ کی طرف مائل کر دیتی ہے۔ اس تعلق میں میں نے یہ بھی بتایا تھا کہ اگرچہ یہ دونوں ازلی قانون یعنے (۱) قانون شریعت اور (۲) قانون نیچر خدا ہی کے بنائے ہوئے ہیں۔ مگر خدا کی حکیمانہ مشیت کے ماتحت وہ الگ الگ دائروں میں کام کرتے ہیں۔ اور عام حالات میں ایک دوسرے کے دائرے میں دخل انداز نہیں ہوتے۔ چنانچہ میں نے اس قسم کی مثالیں دے کر تشریح کی تھی کہ کسی انسان کی نیکی یا دینداری جو شریعت کے قانون سے تعلق رکھتی ہے اسے سنکھیا کے زہر سے محفوظ نہیں رکھ سکتی۔ اور نہ ہی غرقاب پانی میں ڈوبنے سے بچا سکتی ہے۔ اور نہ ہی ایک گرتی ہوئی چٹان کی ٹکر کے رستے میں روک ہو سکتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ کیونکہ یہ سب باتیں نیچر کے قانون کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ جس کی جزا سزا اسی دنیا میں ملتی ہے اور اس کے خلاف انسان کی نیکی بدی کا تعلق شریعت کے قانون کے ساتھ ہے۔ جس کی جزا سزا کے لئے آخرت کی زندگی مقرر ہے۔ اس قسم کی مختصر تشریح کرنے کے بعد میں نے اپنے اس مضمون میں یہ وضاحت بھی کر دی تھی کہ یہ ایک بہت وسیع اور باریک مضمون ہے جس کی تفصیل کی اس مختصر نوٹ میں گنجائش نہیں ہے البتہ جو دوست پسند کریں اور علمی شوق رکھتے ہوں وہ میری تصنیف " ھمارا خدا " کے متعلقہ ابواب میں مفصل بحث ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

میرے اس مضمون کے متعلق جس کا خلاصہ اوپر درج کیا گیا ہے ضلع مظفر گڑھ کے ایک دوست نے جو اپنے آپ کو ریاست پٹیالہ کا مہاجر ظاہر کرتے ہیں مجھے ایک خط لکھا ہے جس میں انہوں نے اپنی اس پریشانی کا اظہار کیا ہے کہ اس مضمون سے جماعت میں غلط فہمی پیدا ہونے کا امکان ہے۔ اور لوگوں کے دلوں میں اس غلط خیال کے جم جانے کا اندیشہ ہے کہ انبیاء اور صلحاء کے معجزات اور دعاؤں کی قبولیت کے نتیجہ میں بھی قضاء و قدر کے حادثات کسی صورت میں ٹل نہیں سکتے۔ اور اس طرح جماعت میں نعوذ باللہ دعاؤں کی طرف سے بے رغبتی اور ایک گونہ بے دینی کا رستہ کھل جائے گا۔ میں اپنے اس دوست کے اس جذبہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کیونکہ اس جذبہ کی بنیاد نیکی پر مبنی ہے۔ مگر ساتھ ہی اس افسوس کے اظہار سے رک نہیں سکتا کہ ہمارے اس دوست نے نہ تو میرے اس مضمون کو غور سے پڑھا ہے اور نہ ہی جیسا کہ میں نے لکھا تھا میری تصنیف " ھمارا خدا " میں مفصل بحث مطالعہ کرنے کی تکلیف اٹھائی ہے۔ ورنہ انہیں یقیناً یہ پریشانی لاحق نہ ہوتی۔ جواب ہوئی ہے۔ کیونکہ میں نے اپنے مضمون میں اختصار کے باوجود ایک جگہ بریکٹ کے اندر یہ بات وضاحت کے ساتھ درج کر دی تھی۔ کہ جو خیال میں نے اس جگہ بیان کیا ہے وہ صرف عام حالات سے تعلق رکھتا ہے ورنہ مستثنیات کا معاملہ جداگانہ ہے۔ جن کی اس مختصر نوٹ میں گنجائش نہیں۔ چنانچہ الفضل مورخہ ۵ اراکتوبر والے مضمون میں میرے یہ الفاظ تھے کہ

" سوائے مستثنیات کے جن کے ذکر کی اس جگہ گنجائش نہیں"۔

ان مستثنیات سے میرا اشارہ جیسا کہ میں نے اپنی کتاب " ھمارا خدا " میں تصریح کی ہے انبیاء اور اولیاء کے خوارق اور دعاؤں کی قبولیت کی طرف ہی تھا۔ چنانچہ کتاب " ھمارا خدا " ایڈیشن دوم کے صفحہ ۲۳۲ پر یہ عبارت درج ہے:-

" خوب یاد رکھو کہ نیچر اور شریعت (یعنی قانون نیچر اور قانون شریعت) دو الگ الگ حکومتیں ہیں۔ اور یہ حکومتیں مہذب سلطنتوں کی طرح ایک دوسرے کے انتظام میں دخل نہیں دیتیں سوائے اسکے کہ خدا کو مرکزی حکومت کسی ضرورت کے وقت ایک ملک کی فوج کو دوسرے ملک کی امداد کے لئے جانے کا حکم دے۔ جیسا کہ انبیاء اور مرسلین کی بعثت کے وقت جبکہ دنیا کی اصلاح کے لئے آسمان پر خاص جوش ہوتا ہے۔ بعض صورتوں میں قانون نیچر کی طاقتوں کو شریعت کی خدمت میں لگا دیا جاتا ہے۔ چنانچہ **معجزات اور خوارق** اسی استثنائی قانون کی قدرت نمائی کا کرشمہ ہوتے ہیں۔ مگر عام قانون یہی ہے کہ قانون نیچر اور قانون شریعت الگ الگ رہتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے دائرہ میں دخل نہیں دیتے۔ اور نہ ایک دوسرے کی خاطر اپنا راستہ چھوڑتے ہیں "

(مفصل بحث کے لئے دیکھو " ہمارا خدا "
از صفحہ ۲۲۶ تا صفحہ ۲۴۱)

حق یہ ہے کہ دنیا کی روحانی اور مادی ترقی کے لئے ان دو قانونوں کا عام حالات میں ایک دوسرے سے الگ الگ رہنا ہی مناسب اور ضروری ہے ورنہ سارا انتظام درہم برہم ہو جاتا ہے اور مذہب کے میدان میں (جس کے لئے ایک حد تک اخفاء کا پردہ ضروری ہوتا ہے) اخفاء کا پردہ بالکل اٹھ جاتا ہے۔ اور انسان کی نیکی کسی جزا سزا کی مستحق نہیں رہتی۔ اور دوسری طرف مادی میدان میں علوم کی ترقی اور خواص الاشیاء کی تحقیق کا رستہ مسدود ہو جاتا ہے۔ اور ساری بات اس نکتہ پر آجاتی ہے کہ نیکی کرو۔ اور تریاق کی تلاش کے بجائے محض نیکی کے ذریعہ ہر قسم کی بیماری کا علاج کرو۔ نیکی کرو اور تیرنا سیکھنے کے بغیر محض نیکی کے زور پر ڈوبنے سے محفوظ ہو جاؤ۔ وغیرہ وغیرہ۔ پس معجزات اور خوارق اور دعاؤں کی قبولیت کا قانون بے شک بالکل حق اور درست ہے بلکہ اگر خدائی آیات اور دعاؤں کی قبولیت کا قانون نہ ہو۔ تو مذہب ایک بالکل بے جان چیز بن کر ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے عام حالات سے تعلق رکھنے والا اصول یہی ہے کہ شریعت کا قانون اور نیچر کا قانون الگ الگ دائرہ میں چلتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے کام میں دخل نہیں دیتے نیچر یعنے قضاء و قدر کے قانون میں یہی دنیا دار العمل ہے۔ اور یہی دار الجزاء ہے۔ مگر شریعت کے قانون میں یہ دنیا صرف دار العمل ہے اور دار الجزاء آخرت کی زندگی ہے۔

مثال کے طور پر دیکھو۔ کیا ہمارے آقا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی) کو کوئی بیماری یا حادثے پیش نہیں آتے تھے؟ کیا اُحد کے میدان میں آپ دشمنوں کے ہاتھ زخمی نہیں ہوئے؟ کیا ایک دفعہ آپ گھوڑے سے گر کر کئی دن تک صاحب فراش نہیں رہے؟ کیا خیبر کی جنگ میں جبکہ آپ کو ایک بدبخت یہودی عورت نے زہر دیکر مارنے کی کوشش کی تھی۔ آپ نے اپنی مرض الموت میں جبکہ آپ کی جسمانی طاقتیں کمزور پڑ رہی تھیں اس زہر کا اثر محسوس نہیں کیا تھا؟ اگر یہ سب واقعات تاریخ اسلام کا ایک کھلا ہوا ورق ہیں تو اس بات میں کیا شبہ ہے کہ عام حالات میں نیچر کے قانون نے جو سب انسانوں پر حاوی ہے آپ پر اپنا طبعی اثر پیدا کیا۔ اور آپ کا رفیع مقام اور اعلیٰ روحانیت آپ کو ان طبعی عوارض سے محفوظ نہیں رکھ سکے۔ گو دوسری طرف اس عام قانون نیچر کے باوجود اللہ تعالےٰ نے ہمارے آقا کے ہاتھ پر بے شمار خوارق ظاہر فرمائے اور کئی موقعوں پر جبکہ خدا کی خاص مشیت کا تقاضا تھا۔ نیچر بھی اونے غلاموں کی طرح آپ کے قدموں میں جھکی رہی اور یہی صورت اپنے اپنے رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دیگر مرسلین کے حالات زندگی میں نظر آتی ہے۔ پس سطحی خیال کے لوگوں کی طرح خدا کے دو جدا جدا حکیمانہ قانونوں کو خلط ملط نہ کرو۔ ورنہ تم اس قسم کے حادثات کی کوئی معقول تشریح نہیں کر سکو گے۔ جو میجر محمد اسلم خاں مرحوم کے بچے اور فلائنگ آفیسر عبدالحمید خاں غزنوی کو پیش آئے۔ اور یا تو تمہیں دہریہ لوگوں کی طرح یہ نتیجہ نکالنا پڑے گا۔ کہ نعوذ باللہ خدا کوئی نہیں۔ اور سب اندھیر نگری ہے۔ ورنہ دو معصوم اور نیک جانیں اس قسم کے دردناک حالات میں ضائع نہ ہوتیں اور یا ہندوؤں کی طرح یہ نتیجہ نکلیگا۔ کہ خدا تو بیشک ہے مگر مرنے والوں نے اپنی کسی سابقہ جون کی سزا پائی ہے۔ حالانکہ یہ دونوں نظریئے بالبداہت باطل ہیں۔ پس حق یہی ہے کہ بے شک مرنے والے اور ان کے پسماندگان نیک تھے۔ مگر ان کی نیکی شریعت کے قانون سے تعلق رکھتی تھی جو انہیں قانون نیچر کے حادثہ سے محفوظ نہیں رکھ سکی اور انہوں نے دانستہ یا نادانستہ نیچر کے قانون کو توڑنے کا خمیازہ بھگتا۔ لڑکا ایک بلند کھڑکی پر چڑھا اور چونکہ وہ خود ناسمجھ تھا اور کوئی روکنے والا قریب نہیں تھا۔ اس لئے وہ اس کھڑکی سے گر کر جان بحق ہو گیا اور اس کی معصومیت یا اسکے بعد اس کی والدہ کو پیش آنے والا غم والم اسے اس حادثہ سے بچا نہیں سکے۔ اسی طرح عبدالحمید خاں غزنوی کا جہاز کسی اندرونی نقص کی وجہ سے جس کا اسے علم نہیں ہو سکا یا رستہ میں کوئی طوفان باد پیش آجانے کی وجہ سے جس پر وہ قابو نہیں پا سکا یا کسی خطرناک ایئر پاکٹ میں داخل ہو جانے کی وجہ سے جو اسکے کنٹرول سے باہر تھا گر کر ہلاک ہو گیا اور غزنوی مرحوم کی نیکی یا اس کے پسماندگان کو پہنچنے والا غیر معمولی صدمہ اسے اس حادثہ سے محفوظ نہیں رکھ سکے۔ اور چونکہ یہ ایک عام نیچر کا واقعہ تھا۔ اس لئے خدا کی کوئی خاص استثنائی تقدیر بھی

آڑے نہیں آتی۔ اور لا آف نیچر کی عام تقدیر اپنا کام کر گئی۔ یہی وہ صاف اور سیدھی صورت ہے۔ جس کے ماتحت اس قسم کے حادثات کی معقول تشریح کی جا سکتی ہے ۔۔۔ ورنہ اگر ایسے عام حادثات میں بھی نیکی بدی کے قانون کی دخل اندازی کا رستہ کھولا جائے۔ تو مذہب کے میدان میں کوئی امن باقی نہیں رہتا۔ اور انسان ایک ایسی بھول بھلیاں میں گھر جاتا ہے۔ جس میں اس کے لئے کوئی جائے مفر نہیں میرا یہ نوٹ مضمون کی وسعت اور باریکی کے لحاظ سے بہت مختصر ہے۔ مگر میں اپنی موجودہ صحت میں اس سے زیادہ نہیں لکھ سکتا۔ اور صرف اس اصولی تشریح پر اکتفا کرتا ہوں۔ اگر باوجود اس تشریح کے کوئی ناواقف انسان یہ سمجھ کر دعا سے رکتا ہے کہ جو کچھ مقدر ہے وہ بہر صورت ہو کر رہے گا۔ اس لئے دعا کرنا بے سود ہے یا کوئی جاہل شخص انبیاء اور اولیاء کے خوارق سے انکار کرتا ہے۔ تو وہ اسی طرح کی حماقت کا مرتکب ہوتا ہے۔ جس طرح کہ ایک نادان انسان دہری اختیار جا کر اس قسم کے حادثات سے دہریت یا تناسخ کے عقیدہ کا دروازہ کھولنے کی کوشش کرتا ہے۔

بالآخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک لطیف ارشاد پر اس نوٹ کو ختم کرتا ہوں جو حضور اپنی تصنیف "کشتی نوح" میں عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اگرچہ شریعت نے مختلف مصالح کی وجہ سے تعدد ازدواج کو جائز قرار دیا ہے۔ لیکن قضاء و قدر کا قانون تمہارے لئے کھلا ہے۔ اگر شریعت کا قانون تمہارے لئے قابل برداشت نہیں۔ تو بذریعہ دعا قضاء و قدر کے قانون سے فائدہ اٹھاؤ کیونکہ قضاء و قدر کا قانون شریعت کے قانون پر بھی غالب آجاتا ہے"

(کشتی نوح زیر عنوان عورتوں کو کچھ نصیحت)

اس لطیف حوالہ سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں ایک طرف ان دو قانون (یعنی قانونِ شریعت اور قانونِ قضاء و قدر) کے دو علیحدہ علیحدہ وجودوں کو مانا ہے وہاں خاص حالات میں ان کے باہم اثر انداز ہونے کو بھی تسلیم کیا ہے۔ اور یہی حق ہے کہ کُلٌّ من عند الله فمالِ هٰؤلاءِ القوم لا يكادون يفقهون حديثاً

نوٹ:۔ یہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے۔ کہ قضاء و قدر کا قانون شریعت کے قانون پر بھی غالب آجاتا ہے۔ اس سے یہ مراد ہے کہ جب یہ دو قانون ایک دوسرے کے مقابل پر آجائیں۔ تو چونکہ اس دنیا کا عام قانون قضاء و قدر کا قانون ہے اس لئے وہ شریعت کے قانون پر غالب آجاتا ہے۔ یعنی بالفاظ دیگر عام حالات میں ایک نیک آدمی کی نیکی اسے قضاء و قدر کے قانون کی زد سے نہیں بچا سکتی۔

خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ
۲۴ر اکتوبر ۱۹۵۷ء

(الفضل مورخہ ۲۹/۱۱/۵۷)

صداقت حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء

(از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب خلیل مبلغ فری ٹاؤن۔ مغربی افریقہ)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرماتے ہیں وان من امةٍ الا خلا فيها نذير۔ دوسری جگہ فرمایا ولكل قوم هاد ہر قوم اور ہر ملک میں ہادی اور مہدی اور بشیر اور نذیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانی کے لئے بھیجے گئے۔ حضرت سید ولد آدم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ما يقال لك الا ما قد قيل للرسل من قبلك جس طرح کے پہلے انبیاء پر اعتراض کئے گئے اسی طرح سے حضرت خاتم النبیین اور آپ کے حقیقی عاشق سید کا مہدی علیہ السلام پر بھی کئے گئے۔ لیکن عالم الغیب خدا نے فرمایا کتب الله لاغلبن انا ورسلی کہ میں اور میرے رسول ضرور بالضرور غالب آئیں گے۔ پھر فرمایا انا لننصر رسلنا والذين امنوا معه یقیناً یقیناً اللہ کے سچے رسول اور ان کے ساتھ ایمان لانے والے ضرور بالضرور کامیاب ہو کر رہیں گے۔ خواہ کس قدر مخالفت کی آگ بھڑک اٹھے۔ رسول اور نبی بے شک ظاہر بینوں کی نگاہوں میں بہت کمزور اور بے یارو مددگار نظر آتے ہیں۔ لیکن ان کی تائید و نصرت کے لئے خداوند کریم کا غیبی اور قوی ہاتھ ہر وقت تیار رہتا ہے۔ ہر ایک کو وہ ہاتھ نظر نہیں آتا۔ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء پر بھی بالکل اسی قسم کے اعتراضات کئے گئے۔ آپ نے اپنی قریباً ۸۰ کتب میں ان اعتراضات کا جواب عقلی نقلی دیا۔ ان اعتراضات میں سے ایک بڑا اعتراض یہ ہے کہ مخالفین نے مطابق حدیث بخاری باب کسر الصليب وقتل الخنزير جلد ۲ صفحہ ۱۰۶ مطبع میمنہ مصر ويفيض المال حتى لا يقبله احد۔ وہ مال کو تقسیم کرے گا اور کوئی اس کو قبول نہیں کرے گا۔ کوتاہ بین مخالف لوگ اس کے مفہوم کو ظاہری مالوں پر محمول کر کے ان مالوں کے منتظر رہے حالانکہ یہ مفہوم نص قرآن کریم سے صریح باطل ہے ولو بسط الله الرزق لعباده لبغوا في الارض ولكن ينزل بقدر ما يشاء انه بعباده خبير بصير۔ اگر خدا اپنے رزق کو دنیا میں عام کر دے تو دنیا میں بغاوت پھیل جائے۔ کوئی کسی کا کہا ہرگز نہ مانے۔ اس بیان کی تصدیق اور بھی کئی ایک آیات سے ہوتی ہے۔ اور حدیث جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۲۹ مطبع مجتبائی دہلی لکھا ہے۔ کہ مرتے دم تک بنی آدم کی حرص پوری نہیں ہو سکتی ہاں مرنے کے بعد جب مٹی میں جائے گا۔ تو اس کی حرصوں کا خاتمہ ہو گا۔

پس یقیناً اس سے ظاہری مال نہیں بلکہ روحانی مال مراد لیا جاوے گا۔ جس کو قبول کرنے سے ہمیشہ سے ہی بنی آدم انکار ہی کرتے رہے۔ افسوس اگر دنیوی مال ہی مراد لیا جاوے تو اس کے لئے کچھ جدوجہد کرنی بھی ضروری ہے اور وہ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی شرط کے ساتھ مشروط ہو۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اسی کے قریب کتب لکھ کر روحانی مال عطا کئے۔ قليلا من عبادى الشكور۔ تھوڑوں نے اس کی قدر کی اور بہتوں نے قبول نہ کیا آخر وہ وقت قریب آ رہا ہے جبکہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ دوسری قسم کا مال جو شرط کے ساتھ مشروط ہے سو اس قسم کا مال بھی آپ نے بے حد تقسیم کیا ہے۔

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے
کوئی بتلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

آپ نے اپنی مختلف کتابوں اور اشتہاروں میں ان رقومات کے انعام کا اعلان کیا جن کی کل تعداد ایک لاکھ روپیہ سے کچھ اوپر ہے اور وہ انعام مسلمانوں ہندوؤں مسیحیوں کل اقوام کے لئے مقرر کئے۔ اب بھی اگر کوئی فرد انعامات کا خواہاں ہے۔ تو جماعت احمدیہ تیار ہے۔ دیدہ باید۔

(۱) حضور انور کی سب سے پہلی تصنیف براہین احمدیہ ہے۔ اس کے صفحہ ۱ تا ۱۲ آپ نے دس ہزار روپیہ بمقابلہ جمیع ارباب مذہب اور ملت کے جو حقانیت فرقان حمید* اور نبوت حضرت محمد مصطفیٰ صلعم سے منکر ہیں اگر کوئی صاحب منکرین میں سے مشارکت اپنی کتاب کے فرقان حمید سے ان سب دلائل اور براہین میں برابر یا نصف یا ثلث یا خمس نکال کر پیش کرے تو یا ہمارے دلائل کو نمبروار توڑ دے۔ اور تین منصف مقبولہ فریقین بالاتفاق یہ ظاہر کر دیں کہ ایفائے شرط جیسا کہ چاہیئے تھا ظہور میں آ گیا ہے۔ تو مشتہر مجیب کو بلا عذرے و حیلے اپنی جائداد قیمتی دس ہزار پر قبض و دخل دے دونگا۔

(۲) چشمہ معرفت صفحہ ۱۲۸ پر دس ہزار روپیہ کی جائداد دینے کا وعدہ ہندوؤں سے کیا پھر فروری ۱۸۷۸ء ایک اشتہار میں تعدادی ۵۰۰ روپیہ برائے ابطال مسئلہ تناسخ دیا

(۳) تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۲۲ کسی عیسائی یا مسلمان کو ایک ہزار روپیہ دینے کا وعدہ جو آپ کی پیشگوئیاں کے مقابل پر آسمان سے اترنے والے کی پیشگوئیوں کو ہدایت کے مرتبہ پر زیادہ ثابت کر سکیں۔

(۴) انجام آتھم صفحہ ۲ تین ہزار روپیہ انعام۔

(۵) سرمہ چشمہ آریہ صفحہ ۲۶۳ (۶) آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲ دس ہزار روپیہ انعام اور اشتہار ستمبر ۱۸۹۴ء میں مسیحی عبد اللہ آتھم کے قسم کھانے پر چار ہزار روپیہ انعام (۷) اربعین حصہ ۳ صفحہ ۱۵ پانچسو روپے کا انعام اور تحفہ گولڑویہ صفحہ ۴ یکصد روپیہ۔

(۹) انوار الاسلام صفحہ ۹ ایک ہزار روپیہ انعام (۱۰) کرامات الصادقین صفحہ ۶ ایک ہزار روپیہ انعام (۱۱) کتاب البریہ صفحہ ۱۹۳ ۲۰ ہزار روپیہ انعام (۱۲) ازالہ اوہام صفحہ ۲۱۶ ہزار روپیہ اور صفحہ ۹۱۷ ہزار روپیہ اور II صفحہ ۹۱۶ ہزار روپیہ (۱۳) سر الخلافہ صفحہ ۶۹ تین ہزار روپے (۱۴) اعجاز احمدی صفحہ ۲۳ و صفحہ ۲۶ ۱۵ ہزار و دس ہزار روپیہ کافی ہے۔

سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے۔ من از ہمدردیت گفتم تو خود کن فکر ایں بار ے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مخالفین کی آنکھیں کھولے اور ہدایت بخشے اور کسر الصليب تکمیل کا۔ جاء الحق لتعلوا ولا تُعلىٰ۔ اللھم ایدنا بالاسلام والامام والمبلغین والناس اجمعین۔ آخر میں سب احباب کرام سے مؤدبانہ التجا ہے کہ وہ سب مبلغین کی کامیابی کیلئے دعا فرماویں۔ اور تعلق باللہ در حصول رضائے الٰہی کے اور ہم سب کا انجام بخیر ہونے کے لئے اور اخبار البشریٰ کے باقاعدہ جاری کرنے اور پریس خریدنے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

اعلان از نظارت تعلیم و تربیت قادیان

مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب بطور انسپکٹر بیت المال صوبہ یو۔پی۔ بہار اور بنگال کے دورے پر حسب پروگرام شائع شدہ اخبار بدر جماعتوں میں حاضر ہو رہے ہیں۔ جماعتوں کے امراء و صدر اور دیگر عہدہ داران صاحبان سے گذارش ہے کہ مولوی صاحب موصوف کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے ہر جگہ تربیتی جلسہ منعقد کریں اور مولوی صاحب موصوف اصلاحی مواعظ حسنہ سے مستفیض ہوں اور ان تربیتی جلسوں کی رپورٹیں نظارت تعلیم و تربیت کو ارسال کر کے عند اللہ ماجور ہوں اور نظارت ہذا کے مشکور رہوں۔

خاکسار

ناظر تعلیم و تربیت صدر انجمن احمدیہ قادیان

آپ کا انتہائی تعاون درکار ہے

گذشتہ اشاعت میں اعلان کیا گیا تھا امید ہے اس کے مطابق عہدہ داران و احباب زیادہ سے زیادہ وصولی چندہ جات کے لئے کوشاں ہوں گے۔ جن عہدہ داران نے چھ ماہ کی سو فیصدی وصولی کر کے اطلاع دی تو ایسے عہدہ داران اور سو فی صدی ادائیگی کرنے والے احباب اور جماعتوں کے نام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعا کے لئے خاص طور پر ارسال ہوں گے۔ ۲۰ر نومبر تک اطلاعات آجانی چاہئیں تا حضور کی خدمت میں رپورٹ ارسال کی جاسکے سلسلہ کی مالی مشکلات بہت بڑھی ہوئی ہیں اس دفعہ تنخواہیں قرض لے کر ادا کی گئی ہیں۔ اگر مرکز کے کارکن وقت پر قلیل گزارے بھی حاصل نہ کر سکیں تو بہت تکلیف کا سامنا ہوگا۔ اس لئے احباب سے حد درجہ تعاون کی درخواست ہے۔

ناظر بیت المال قادیان

وکیل المال تحریک جدید قادیان

اخبار احمدیہ قادیان بقیہ صفحہ ۱

حاصل کرنے کے لئے قادیان سے کئی خدام آج ربوہ کے لئے روانہ ہوئے۔

مکرم مولوی فضل الدین صاحب مبلغ دکن (صحابی) جو چند روز کے لئے مغربی پنجاب سے واپس تشریف لائے تھے مزید دو ماہ کی رخصت پر ربوہ کے لئے روانہ ہو گئے۔

زائرین (۱) ۱۴ر اکتوبر۔ عبد الحمید صاحب منگلپورہ سے (۲) ۲۳ر اکتوبر کو شرق پور ضلع شیخوپورہ سے خان محمد صاحب دیکھے از اقارب عبد الرشید صاحب بنیاد قادیان (۳) ۳۰ر اکتوبر کو سراج الدین صاحب دکو دکشاپ لاہور (از اقارب قریشی سعید احمد صاحب قادیان) اور ربوہ سے قاضی مبارک احمد صاحب شاہد مبلغ نامزد برائے سیرالیون مغربی افریقہ برادر قاضی عبد الحمید صاحب کاتب بدر (۴) ۴ر نومبر سعید احمد صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری (بشیر احمد صاحب قادیان) زیارت قادیان کیلئے تشریف لائے۔

(۱) ۶ر اکتوبر۔ اہلیہ محترمہ قریشی غلام سرور صاحب بہاولپور (بنت میاں سراج الدین صاحب مؤذن مسجد اقصےٰ) مع بچگان (۲) ۱۸ر اکتوبر کو عبد الحمید صاحب (۳) ۲۸ر اکتوبر کو جان محمد صاحب (۴) ۲ر نومبر کو ہمشیرہ محترمہ مرزا محمود بیگ صاحب قادیان اور اہل و عیال مولوی عطاء اللہ صاحب کلیم مبلغ گماسی۔ مغربی افریقہ (پسر میاں سراج الدین صاحب مؤذن) اور مولوی صاحب کے بھائی سمیع اللہ صاحب (۵)

(۵) والدہ محترمہ محمد ابراہیم صاحب ٹیلر ماسٹر۔ اور میاں عبد الرحمٰن صاحب (خلف میاں مولا بخش صاحب باورچی مرحوم) قادیان سے واپس تشریف لے گئے۔

۳ر نومبر۔ والدہ محترمہ مولوی محمد عبد اللہ صاحب (سیکرٹری بہشتی مقبرہ و انچارج تحریک جدید) اور اہل و عیال مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری و اہل و عیال ماسٹر محمد ابراہیم صاحب ٹیلر اور اہل و عیال محمود احمد صاحب مبشر کچھ عرصہ کے لئے مغربی پنجاب گئے۔

ولادت مولوی محمد احمد صاحب قادیان (سابق فقیر سائیں) کے ہاں دوسری اہلیہ محترمہ سے ۱۵ر اکتوبر کو بچہ تولد ہوا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسعود احمد نام تجویز فرمایا اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

وفات قادیان میں ۲۷ر اکتوبر کو عبد الحق صاحب ربوہ کا بچہ اور ۳ر نومبر کو میاں فتح محمد صاحب نان پز قادیان کا دوسری اہلیہ محترمہ سے نو مولود فوت ہو گئے۔ احباب نعم البدل ملنے کے لئے دعا فرمائیں۔

اگر آپ کا چندہ اخبار ختم ہو چکا ہو تو وی پی کا انتظار کئے بغیر چندہ ارسال فرما دیں۔ (مینیجر)

امداد سیلاب زدگان

مکرم جناب منصور علی صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ بریہ پورہ۔ کھاگلپور مورخہ ۲۰ر ستمبر ۱۹۵۴ء کو مبلغ ۳۰/- روپے کی رقم اپنی جماعت کے مندرجہ ذیل احباب کی طرف سے بابت امداد سیلاب زدگان بھجوائی ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

۱۔ محترمہ جنابہ اکبری خانم صاحبہ ہیڈ استانی مسلم سکول بریہ پورہ -/۱۰

۲۔ " " اہلیہ صاحبہ مولوی ابو الہاشم صاحب مرحوم -/۱۰

۳۔ " " اہلیہ صاحبہ عبد المجیب صاحب ایڈووکیٹ -/۵

۴۔ " " مبارکہ بیگم صاحبہ -/۵

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ کی روشنی میں احباب جماعت کا فرض ہے کہ وہ ان علاقوں میں جہاں بعبادت میں سیلاب آئے ہیں۔ ان کے ساتھ مالی امداد کی صورت میں عملی ہمدردی کا اظہار کر کے ثواب حاصل کریں۔ (ناظر بیت المال قادیان)

جلسہ سیرت النبی صلعم

نظارت ہذا کی طرف سے شروع سال میں اعلان کیا گیا تھا کہ امسال ۹ر نومبر کو تمام جماعت ہائے احمدیہ اپنے علاقوں میں جلسہ ہائے سیرت النبی صلعم کا انعقاد کریں لہذا بطور یاد دہانی لکھا جاتا ہے کہ تمام احمدیہ جماعتیں ۹ر نومبر کو اور اگر کسی وجہ سے ان دنوں جلسہ کا انتظام نہ ہو سکے۔ تو ۱۶ر نومبر تک کی تاریخ کو سیرت النبی صلعم کے جلسوں کا انعقاد کریں۔ اور اس موقعہ پر آنحضرت صلعم کی سیرت و سوانح۔ حضور صلعم کے نیک نمونہ حضور نے جو تعلیم دنیا کے سامنے پیش کی ہے۔ اس کی برتری ثابت کی جائے۔ تا سامعین آنحضرت صلعم کی سیرت کے واقعات سن کر اپنے اندر نیک تبدیلی پیدا کریں۔

جلسوں کا انعقاد کر کے انکی مفصل رپورٹ نظارت ہذا میں جلد ارسال کی جائے۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

جلسہ سیرت النبی ہبلی

جماعت احمدیہ ہبلی کا تیسرا جلسہ سیرت النبی صلعم ۱۲ر ۱۳ر نومبر بروز جمعہ و ہفتہ ہونا قرار پایا ہے۔ احباب کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ جلسہ میں مندرجہ ذیل مبلغین کرام کو مدعو کیا گیا ہے۔ قریب کی جماعتوں کے احباب شمولیت کی کوشش کریں۔

(۱) مکرم مولوی سید بشارت احمد صاحب ایڈووکیٹ ہائیکورٹ حیدرآباد۔

(۲) مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل رئیس التبلیغ بمبئی۔

(۳) مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ حیدرآباد

(۴) مکرم مولوی عبد اللہ صاحب مالاباری مبلغ سلسلہ عالیہ مالابار (۵) مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل آنریری مبلغ یادگیر (۶) فیض احمد صاحب مبلغ ننند گڈھ۔ (جنرل سیکرٹری ہبلی)

ہندوستان اور ممالکِ غیر کی خبریں!

یکم نومبر۔ پانڈیچری۔ بھارت سرکار نے پانڈیچری اور دوسری تمام فرانسیسی بستیوں کا نظم ونسق سنبھال لیا ہے۔ سیاسی قیدیوں کو عام معافی دے دی گئی۔

بھارت میں واقع چاروں فرانسیسی بستیوں پانڈیچری۔ ماہی ینام اور کرائیکل میں دو سو چالیس برس پرانا فرانسیسی نظام ختم ہو گیا۔ فرانس کی وزارت خارجہ کے ایک اعلےٰ افسر نے بستیوں کا انتظام بھارت کے حوالہ کر دینے کی تجاویز پر دستخط کئے۔ بھارت کی طرف سے ان بستیوں کے ہندوستانی قونصل نے جو اب پہلے کمشنر مقرر ہوئے ہیں باہمی دستاویز پر دستخط کئے۔ اختیارات سونپنے کی رسم نہایت سادہ اور مختصر تھی اور بمشکل پندرہ منٹ تک جاری رہی۔ گورنمنٹ ہاؤس پر بھارتی جھنڈا لہرایا گیا بھارتی کمشنر کو فرانسیسی پولیس کے ایک دستہ نے گارڈ آف آنر پیش کیا۔ انتقال اختیارات کی دستاویز صرف چھ سطور پر مشتمل تھی۔

چنڈی گڑھ۔ پنجاب اسمبلی میں جناب فوما ئی صاحب مرحوم کو نذرِ عقیدت پیش کی گئی۔ اور دو منٹ کے لئے ہاؤس نے خاموشی اختیار کی۔

سرینگر۔ کشمیر نیشنل کانفرنس کے سالانہ اجلاس نے ریزولیوشن میں کہا کہ دنیا کی کوئی طاقت کشمیر اور بھارت کو الگ نہیں کر سکتی۔ پاکستان کے ساتھ کشمیر کا الحاق ناممکن اور ناقابل عمل ہے بسبب معاہدہ میں شامل ہو کر پاکستان سامراجیت کا آلہ بن گیا ہے۔

نئی دہلی۔ کانگرس ہائی کمان کو سرکا جواب موصول ہو گیا ہے۔ تمام صوبائی کانگرس کمیٹیاں پنڈت نہرو صاحب کی وزارتِ عظمیٰ سے علیحدگی کے خلاف ہیں۔

نئی دہلی۔ دہلی میونسپلٹی کے انتخاب میں افسوس کہ کانگرس غالب اکثریت حاصل نہ کر سکی ایک کانگرس۔ چار کمیونسٹ اور دو سوشلسٹ کامیاب ہوئے۔

کراچی۔ بھارتی ہائی کمشن کے ایک ترجمان نے کہا ہے کہ پاکستان کی طرف سے بھارتی سفارت پر لگائے گئے الزامات شرارت آمیز ہیں۔ ہفتہ کے روز پاکستان پولیس نے چھاپہ مار کر چند دستاویزات پر قبضہ کیا تھا۔ پاکستان دفتر خارجہ نے بھارت ہائی کمشن کے آٹھ افراد کو واپس بھجوانے کا مطالبہ کیا ہے۔

لاہور۔ ڈاکٹر خان صاحب سابق وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد جو سرحدی گاندھی عبد الغفار خاں صاحب کے بھائی ہیں اور سرخپوشوں کے لیڈروں میں سے ہیں کو پاکستان کی مرکزی حکومت میں لے لیا گیا ہے۔ ان کے سپرد کشمیر اور آبادکاری

کے محکمے کئے جا رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس وجہ سے ابھی ان کے محکمہ کا اعلان نہیں ہوا کہ کشمیر کے متعلق ماضی میں جو کچھ کیا جاتا رہا ہے۔ اس کے پیش نظر کشمیر کا محکمہ لینے سے ہچکچاہٹ کا اظہار کیا ہے۔

چنڈی گڑھ۔ حکومت نے بتایا کہ جنگ آزادی میں شہید ہونے والوں کی یہاں یادگار قائم کی جائے گی جس پر پانچ لاکھ روپیہ خرچ ہوگا۔ اس امر پر غور کیا جائے گا کہ پنجاب میں تعزیری چوکیاں اٹھا لی جائیں۔

ترویندرم۔ پنڈت نہرو جی نے کہا کہ میں نے قیام امن کے لئے چین بھا اور ہند چینی کا دورہ کیا ہے۔

۳۰ اکتوبر۔ جکارتا۔ ڈاکٹر سوکارنو صدر جمہوریہ انڈونیشیا نے اعلان کیا ہے کہ ایشیائی افریقی کانفرنس بانڈونگ میں فروری ۱۹۵۵ء میں ہوگی۔

کلکتہ۔ پنڈت نہرو جی کینٹن سے روانہ ہوئے تو سرکاری افسران اور عوام نے ان کو شاندار طریقے سے رخصت کیا۔ آپ نے کہا کہ میں سفرِ چین کا گہرا نقش اپنے دل میں لئے جا رہا ہوں۔ آپ رنگون ہوتے ہوئے کلکتہ پہنچیں گے۔

تہران۔ شاہ ایران نے بھی معاہدہ تیل کی تصدیق کر دی۔

کراچی۔ وزیر اعظم مسٹر محمد علی نے اعلان کیا کہ اگر ماہرین قانون نے سابق دستور یہ کے حق میں فیصلہ دیا تو میں اس کے اجلاس میں شامل ہوں گا اور کہا کہ میری کابینہ صرف عوام کو جواب دہ ہے۔ چند روز قبل گورنر جنرل نے ہنگامی صورت کا اعلان کیا تھا۔ اور مجلس دستور ساز توڑ دی تھی۔

نئی دہلی۔ آل انڈیا کونسل برائے فنی تعلیم میں مولانا ابو الکلام صاحب آزاد وزیر تعلیم نے اپنی تقریر کے آغاز میں مسٹر رفیع احمد صاحب قدوائی کے جانکاہ حادثہ کا ذکر کیا اور مرحوم کو زبردست خراج تحسین ادا کیا۔ اور کہا کہ ملک اپنے قابل ترین منتظم محب وطن اور ایک بہترین سیاسی مدبر سے محروم ہو گیا ہے۔

جالندھر۔ پاکستانی ہائی کمشنر راجہ غضنفر علی خاں نے کہا کہ انہیں امید ہے کہ نئی کابینہ کی ہندوستان سے متعلق پالیسی بدلے گی اور دونوں ممالک کے تعلقات بہتر ہو جائیں گے۔

قاہرہ۔ چند دن قبل جو ایک ممبر جمعیت الاخوان المسلمین نے وزیر اعظم مصر لفٹننٹ کرنل عبد الناصر پر قاتلانہ حملہ کیا تھا۔ لیکن وہ بچ گئے تھے۔ اس کے نتیجہ میں اس جمعیت کے چھ صد اشخاص گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ حکومت نے اس جمعیت کو توڑ دیا ہے۔

قاہرہ۔ اس افواہ کی تردید ہو گئی ہے کہ جنرل نجیب نے استعفیٰ دے دیا ہے۔

نیویارک۔ ہندوستان اور پاکستان نے اقوام متحدہ سے درخواست کی تھی۔ کہ جنوبی افریقی یونین میں ہندوستانی اور پاکستانی باشندوں کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جاتا ہے۔ لیکن یونین نے اس مسئلہ کو اپنا داخلی مسئلہ سمجھ کر اقوام متحدہ کے مداخلت کرنے کے اختیار کو چیلنج کیا تھا اقوام متحدہ کی سیاسی کمیٹی میں کہا گیا ہے کہ وہ اس مسئلہ کا حل براہ راست مذاکرات کے ذریعہ سے تلاش کریں۔

تہران۔ شاہ ایران کے بھائی شہزادہ علی رضا جو گذشتہ جمعرات کو شمالی ایران سے یہاں پہنچنے والے تھے۔ ابھی تک لاپتہ ہیں۔

تہران۔ سابق وزیر خارجہ مسٹر حسین فاطمی کے خلاف سزائے موت کے فیصلہ کی فوجی عدالت نے تصدیق کر دی۔ اور ڈاکٹر مصدق کی حکومت کے دو سابق نائبین کے خلاف تمام عمر کے لئے قید بامشقت کی بھی تصدیق کر دی۔

لندن۔ برطانوی بندرگاہوں کی ہڑتال کے متعلق جو بات چیت چل رہی تھی۔ اس میں ڈیڈ لاک پیدا ہو گیا۔ اگرچہ ابھی تک بندرگاہوں پر پیدا شدہ صورتِ حال میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی لیکن افواہ ہے کہ شاید سوموار تک ہڑتال ختم ہو جائے۔

کراچی۔ پاکستان اور جاپان نے ایک تجارتی معاہدہ پر دستخط کر دیئے۔ پاکستان جاپان کو کپاس۔ پٹ سن۔ اور چاول دے گا۔

کراچی۔ میجر جنرل سکندر مرزا نے جنہیں پاکستان کی نئی کابینہ میں شامل کیا گیا ہے۔ کہا ہے کہ جدید نظم ونسق کو پاک کیا جائے گا۔ اور مضبوط و عمدہ بنایا جائے گا۔

انڈونیشی علماء نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ کمیونزم مسلمانوں کے لئے حرام ہے۔ کمیونزم اختیار کرنے والا مرتد ہو جاتا ہے اور اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔ اسلامی شریعت کے مطابق اس کی تجہیز وتکفین بھی نہیں ہونی چاہیئے۔

۲۹ اکتوبر۔ ڈھاکہ۔ سیلاب زدگان مشرقی بنگال کو وبائی امراض سے بچانے کے لئے نوّے لاکھ افراد کو ٹیکے لگائے جا چکے ہیں۔

ڈھاکہ۔ مسٹر سہروردی اور مولانا بھاشانی کے چند روز کے اندر پاکستان واپس آجانے کی توقع ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ مسٹر سہروردی وزیر اعظم بنائے جائیں گے۔

کراچی۔ پاکستان و جاپان میں جو نیا تجارتی معاہدہ ہوا ہے۔ اس کی رو سے وہ دونوں ایک سال میں ایک دوسرے سے دو کروڑ اسّی لاکھ پونڈ کی مالیت کی تجارت کریں گے۔

لنڈن۔ یارک کے لاٹ پادری نے لندن کے اخبار نویسوں کے اجلاس میں کہا کہ اخبارات کو غلامانہ ذہنیت اور چاپلوسی سے آزاد ہونا چاہیئے۔

پشاور۔ مرحوم شہزادہ سیف الرحمٰن کے بڑے صاحبزادہ سیف الملک ناصر کو حکومت نے جنرل جنرال تسلیم کیا ہے۔ نابالغی تک ان کی والدہ ذاتی سرپرست رہے گی اور پولیٹیکل ایجنٹ مالاکنڈ ایجنٹ مقرر کئے گئے ہیں۔ گذشتہ سال نافذ شدہ دستور کے مطابق ایڈیشنل ایجنٹ جنرال وزیر اعظم اور مشیر خاص کی حیثیت سے کام کرتے رہیں گے۔

لاہور۔ ایک نوجوان سائیکل پر بائیس ملکوں کا دورہ کر کے آیا ہے۔ سفر کے دوران میں کئی بار خونخوار جنگلی جانوروں سے اسے نپٹنا پڑا۔ ابھی ان کا ارادہ جاپان، آسٹریلیا اور امریکہ کا سفر کرنے کا بھی ہے۔

نیو یارک۔ امسال نہایت مایوس کن فصل کے باعث ترکی کو اناج کی زبردست بحرانی لاحق ہے۔ موسم سرما میں چھ لاکھ ٹن اناج اسے منگوانا پڑے گا۔ استنبول وغیرہ شہروں میں صرف دو ہفتہ کے لئے گندم کا ذخیرہ موجود ہے۔ فوری طور پر صورت حال کو بہتر بنانے کے لئے امریکہ بڑی سرعت رفتار کے ساتھ تیس ہزار ٹن گندم ترکی کو ارسال کر رہا ہے۔

یکم نومبر۔ ایران۔ ڈاکٹر فاطمی کو سزائے موت کے فیصلہ پر فوجی عدالت نے کیا ہے اپیل کی اجازت مل گئی۔